24

ہفت روزہ

# ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

12 تا 18 جون 2012ء / 21 تا 27 رجب المرجب 1433ھ


## سب سے بڑا سہارا

جو شخص معاشرے کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے، اس کی غلط رسوم وروایات، عقائد ونظریات، افکار وتصورات، میلانات ورجحانات اور عزت وذلت کے پیمانوں سے بغاوت کرتا ہے، اس پر معاشرے کا اتنا شدید دباؤ پڑتا ہے کہ وہ اس کے مقابلے میں ٹک نہیں سکتا جب تک کہ پشت پر کوئی ایسی قوت نہ ہو جو انسانوں سے زیادہ قوی، پہاڑ سے زیادہ اٹل اور زندگی سے زیادہ عزیز ہو۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ مؤمن کو اس طوفانِ کشمکش میں یکہ وتنہا، اور بے یار ومددگار نہیں چھوڑ دیتا، کہ وہ حزن وغم اور احساس ناتوانی سے ہمت چھوڑ بیٹھے۔ بلکہ وہ اس کے سر پر شفقت ومحبت کا ہاتھ رکھتا اور اسے یہ جاں نواز پیغام دیتا ہے:

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٣٩﴾﴾ (آلِ عمران)

''اور سُست نہ پڑو اور غمگین نہ ہو۔ تمہی اونچے ہو، اگر تم مومن ہو۔''

اس موقع پر لازماً حزن وغم کا بھی حملہ ہوتا ہے، اور احساس ناتوانی کا بھی۔ یہ ہدایت آتی ہے تاکہ مومن اس کے ذریعہ ان دونوں کا مقابلہ کرے۔ جہاں وہ اس موقع پر صبر واستقامت سے کام لے، وہیں اپنی عظمت وبلندی کے احساس سے سرشار بھی ہو، وہ سرکش قوتوں، نامعقول قدروں، جاہلی نظریوں، باطل نظاموں، بے جا رسموں، نامناسب عادتوں، ترک واختیار کے غلط پیمانوں اور گمراہی پر متحد جتھوں سے ذرا بھی مرعوب نہ ہو، بلکہ انہیں اپنے سے فروتر سمجھے۔

اور غور کرو تو حقیقت بھی یہی ہے۔ ہر لحاظ سے بلند وبرتر مؤمن ہی ہے۔ اس کا سہارا سب سے بڑا سہارا ہے۔ اس کا سرچشمہ سب سے اُونچا سرچشمہ ہے۔ بھلا اسے انسانوں سے کیا سروکار؟ ساری دنیا سے کیا علاقہ؟ دنیوی قدردانوں کی اسے کیا پروا؟ انسانی پیمانوں سے اسے کیا واسطہ؟ وہ تو اللہ ہی سے لیتا، اللہ ہی کی طرف پلٹتا، اور اللہ ہی کے راستہ پر چلتا ہے۔

**نقوشِ راہ**

سید قطب شہیدؒ

### اس شمارے میں


اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ

عذابِ الٰہی اور نجات کا راستہ

دفاعِ پاکستان ...... مگر کیسے؟ کے موضوع پر منعقدہ سیمینار کی رپورٹ

ڈاکٹر شکیل آفریدی: ہیرو یا غدار؟

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

آج کی مسلمان خاتون

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

# سورۃ ہود

(آیات: 104 تا 109)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿١٠٤﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿١٠٥﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا
زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿١٠٦﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٠٧﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا
فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿١٠٨﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ
هٰۤؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿١٠٩﴾

’’اور ہم اس کے لانے میں ایک وقت معین تک تاخیر کر رہے ہیں۔ جس روز وہ آ جائے گا تو کوئی متنفس اللہ کے حکم کے بغیر بول بھی نہیں سکے گا۔ پھر ان میں سے کچھ بد بخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت۔ تو جو بد بخت ہوں گے وہ دوزخ میں (ڈال دیئے جائیں گے) اس میں ان کو چلانا اور دھاڑنا ہوگا۔ (اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ بیشک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ اور جو نیک بخت ہوں گے وہ بہشت میں (داخل کئے جائیں گے اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں ہمیشہ اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ یہ (اللہ کی) بخشش ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ تو یہ لوگ جو (غیر اللہ کی) پرستش کرتے ہیں، اس سے تم خلجان میں نہ پڑنا۔ یہ (اسی طرح) پرستش کرتے ہیں جس طرح پہلے سے ان کے باپ دادا پرستش کرتے آئے ہیں۔ اور ہم ان کو ان کا حصہ پورا پورا بلا کم و کاست دینے والے ہیں‘‘۔

اور ہم اُسے یعنی روزِ حساب کو ایک وقت معین تک مؤخر کیے ہوئے ہیں۔ ایسا نہیں کہ وہ دن نہیں آئے گا۔ جب وہ دن آ جائے گا تو کوئی شخص اللہ کے اذن کے بغیر زبان نہیں کھول سکے گا۔ انسانوں میں شقی اور بد بخت بھی ہوں گے اور سعید اور نیک بخت بھی۔ تو وہ لوگ جو بد بخت ہیں وہ آگ میں ہوں گے جس کے اندر انہیں چیخنا چلانا ہے۔ اس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے جب تک کہ آسمان اور زمین رہیں، سوائے اس کے جو تیرا رب چاہے۔ مادامت السمٰوات والارض الاماشاء ربك یہ مقام مشکلاتِ قرآن میں سے ہے۔ اکثر جگہ تو خٰلِدِيْنَ فِيْهَا یا خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا آیا ہے، مگر یہاں فرمایا کہ جہنمی جہنم میں رہیں گے جب تک آسمان وزمین رہیں گے۔ اس سے مراد ابدیت بھی ہو سکتی ہے اور اس میں اشارہ اس طرف بھی ہو سکتا ہے کہ شاید کبھی کوئی وقت آئے کہ یہ نظام ختم ہو جائے اور اللہ کوئی اور آسمان وزمین تخلیق فرما دے۔ آگے الاماشاء ربك کے الفاظ کے ساتھ ایک اور استثنا ہے کہ اللہ کا اختیار ہے کہ اگر کسی کو اس میں سے نکالنا چاہے تو نکال دے۔ اہل سنت کے نزدیک یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ پر عدل کرنا واجب ہے اگرچہ وہ عدل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا اختیار مطلق ہے۔ وہ اگر چاہے تو کسی کو جہنم سے نکال لے۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ کفار کے لیے ابدی جہنم ہے اور اللہ نکالے گا نہیں۔ بے شک آپؐ کا رب جو ارادہ کرے، کر گزرنے والا ہے۔

اور جو لوگ نیک بخت ثابت ہوں گے وہ جنت میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے جب تک آسمان اور زمین رہے، سوائے اس کے جو آپؐ کا رب چاہے، اور یہ بخشش کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ ’’غیر مجذوذ‘‘ اضافی لفظ جنت کے لیے آ رہا ہے جو دوزخ کے لیے نہیں آیا۔ اگرچہ یہ باریک سا فرق ہے مگر اس سے بڑے فلسفیانہ نکتے نکلتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اہل سنت کا اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ جنت اور دوزخ دونوں ابدی ہیں، ہمیشہ ہمیش رہیں گی۔ ان کا کوئی اختتام نہیں۔ مگر امام ابن تیمیہ اور شیخ ابن عربی کی رائے اس مسئلے میں ایک ہی ہے، اگرچہ دوسرے بہت سے معاملات میں اُن دونوں کی آراء میں سخت اختلاف پایا جاتا ہے۔ بہر حال ان دونوں کی رائے یہ ہے کہ جنت تو ابدی ہے مگر دوزخ ابدی نہیں۔ ایک وقت آئے گا چاہے وہ ارب ہا ارب سال کے بعد آئے کہ جہنم ختم ہو جائے گی۔ یہ اُن کی رائے ہے (واللہ اعلم)۔

تمہیں کوئی شک نہ رہے ان چیزوں کے بارے میں جنہیں یہ لوگ پوج رہے ہیں۔ یہ تو بالکل ایسے ہی پوج رہے ہیں جیسے اس سے پہلے ان کے آباء واجداد پوجتے رہے ہیں۔ اور ہم ان کو اُن کا بدلہ پورے کا پورا بغیر کسی کمی کے دے دیں گے۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

## پیٹ کے بل لیٹنا دوزخیوں کا طریقہ ہے

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ؓ قَالَ مَرَّبِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مُضْطَجِعٌ عَلٰی بَطْنِیْ فَرَکَضَنِیْ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ: ((یَا جُنَیْدِبُ اِنَّمَا هٰذِهٖ ضِجْعَةُ اَهْلِ النَّارِ)) (سنن ابن ماجہ)

حضرت ابوذر غفاری ؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا‘ تو آپؐ نے اپنے قدمِ مبارک سے مجھے ہلایا اور فرمایا: ’’اے جُندُب! یہ دوزخیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے۔‘‘

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

# ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

12 تا 18 جون 2012ء — جلد 21
21 تا 27 رجب المرجب 1433ھ — شمارہ 24

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون:36316638-36366638 فیکس:36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون:35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

# اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ

آج سے تین چار دہائیاں پہلے جب سالانہ بجٹ کی آمد آمد ہوتی تھی تو لوگ کچھ سہم سے جاتے تھے، کچھ چیزوں پر ٹیکس لگیں گے اور مہنگائی ہو جائے گی۔ پٹرول' سگریٹ اور درآمد شدہ چیزوں کی کچھ نہ کچھ قیمت بڑھ جاتی تھی اور لوگ چند دن اس مہنگائی پر باتیں بناتے اور تنقید کرنے کے بعد خاموشی اختیار کر لیتے کہ اب اگلے سال کے بجٹ تک ان پر مزید کوئی بوجھ نہیں پڑے گا۔ سال بھر اشیائے ضرورت کی قیمتیں یا stable رہتیں یا اتنی آہستگی سے رینگتی ہوئی بڑھتیں کہ محسوس نہ ہوتی تھیں۔ کچھ اس طرح کا تصور تھا کہ حکومت کا بجٹ کے علاوہ قیمتوں میں اضافہ کرنے کا اختیار ہی نہیں ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے انسانی زندگی پر سہولیات اور تکلفات کی جو بارش کی اور مصنوعی اور ظاہری حسن سے زندگی کو جس طرح آراستہ و پیراستہ کیا اور اس کی زینت میں بے حساب اضافہ کیا، اس چمک سے لوگوں خصوصاً حکمرانوں کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ ہوسِ زر اگرچہ انسان کی ازلی کمزوری ہے لیکن گزشتہ نصف صدی میں اس میں ہمالائی اضافہ ہوا۔ چمکتی دمکتی بڑی گاڑی اور ایکڑوں میں یا کم از کم کئی کنال میں پھیلی ہوئی کوٹھی بڑے پن کا ہی نہیں ذہانت و فطانت اور شرافت کا سمبل بن گئیں۔ حکومتی اشرافیہ کو اپنے یہ اخراجات پورے کرنے کے لیے وسائل کی ضرورت پڑی تو منی بجٹ آنے لگا۔ عوام نے شروع میں بڑی چیخ وپکار کی لیکن بالآخر اس کے عادی ہو گئے اور یہ نئی مصیبت زندگی کا حصہ اور اپنا مقدر سمجھ کر قبول کر لی گئی۔ اب چند سالوں سے عوام بجٹ سے بالکل لاتعلق بلکہ بے خوف ہو چکے ہیں، اس لیے کہ پٹرول اور بجلی وگیس کی قیمت میں اضافہ روزمرہ زندگی کا معمول بن گیا ہے اور اس میں خبریت کا پہلو ختم ہو چکا ہے، لہٰذا سالانہ بجٹ کے موقع پر ڈرنا یا خوفزدہ ہونا چہ معنی دارد!

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے قارئین کی اکثریت اعداد و شمار کے گورکھ دھندے سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتی، پھر یہ کہ اخبارات میں ان کی مکمل تفصیل شائع ہو چکی ہے۔ ہم بجٹ کے صرف چند اہم اور دلچسپ پہلوؤں کی نشاندہی کیے دیتے ہیں۔ اولاً یہ کہ بجٹ سیشن میں وزیر خزانہ کی تقریر کے دوران قومی اسمبلی میں جو مناظر دیکھے گئے اس نے بے شمار دکھ' سانحات اور بم دھماکوں کی ماری ہوئی اس قوم کے لیے کچھ کامیڈی کا سامان پیدا کر دیا۔ عاشقانِ جمہوریت کی طرف سے ہم اس بیان کے منتظر ہیں کہ ارشاد ہو "یہی تو جمہوریت کا حُسن ہے"۔ بہرحال سرمایہ شاہی کے دربار میں اس روز جمہوریت ناچی، اور خوب ناچی یہاں تک کہ اس پری چہرہ کی دیوانی پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی باہمی رقابت دیوانگی کی صورت اختیار کر گئی، لہٰذا عشق و محبت کے لوازم اور ضوابط ایک طرف رکھ کر وہ ایوان میں اتر آئے اور لاتوں گھونسوں کا وہ استعمال کیا کہ الامان والحفیظ۔ وزیر خزانہ کی سن لیجیے، فرماتے ہیں کہ گزشتہ سال کا کوئی معاشی ہدف حاصل نہیں کیا جا سکا، تو حضرت پھر کس منہ سے آپ یہ بجٹ پیش کر رہے ہیں؟ جہاں اس جمہوریت نے جنم لیا تھا وہاں تو اس جملہ کے فوراً بعد وزیر استعفیٰ پیش کر دیتا ہے۔ بہرحال پاکستانی جمہوریت کیونکہ بہت مستحکم ہے لہٰذا ایسی چھوٹی موٹی باتوں پر وزیر دل چھوٹا نہیں کرتے۔ بے نظیر انکم سپورٹ کی رقم میں 20 ارب روپے کا اضافہ کر دیا گیا ہے، شاید اس لیے ضروری تھا کہ حکومت پُرعزم ہے کہ اور کوئی ہدف پورا ہو یا نہ ہو قوم کو منگتا اور فقیر بنانے کا ہدف لازماً پورا کیا جائے گا۔ کون انہیں سمجھائے کہ پانچ سال میں تقریباً 300/250 ارب کی رقم سے کتنے کارخانے لگ سکتے تھے اور کتنے ہنرمند اور غیر ہنرمند حلال کی روزی کما سکتے تھے۔ دفاعی بجٹ میں 50 ارب روپے کا اضافہ کیا گیا ہے، لیکن جس طرح ڈرون حملے اور ان کی تباہ کاریاں عوام ٹیلی ویژن سکرین پر دیکھتے ہیں اسی طرح کے تماشائی دفاعی اہلکار بھی بنے ہوئے ہیں۔ البتہ سیاسی حکومت متحرک ہے، میڈیا کی سطح پر احتجاج بھی کر رہی ہے اور درونِ خانہ امریکہ کو بھی ویل ڈن کہہ رہی ہے۔

بجٹ پر گفت وشنید کی ایک محفل میں ہم سے کسی نے سوال کر ڈالا کہ کسی اسلامی فلاحی ریاست کا بجٹ کیسا ہوگا اور وہ کن معاشی اہداف کے حصول کو ترجیح دے گی؟ اس ماحول میں یہ سوال کرنا گویا ایک تیر تھا جو اس ظالم نے ہمارے سینے میں پیوست کر دیا۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک!

اللہ ربّ العزت قرآن پاک میں معاشی پالیسی کے حوالے سے ایک ایسا سنہری اصول بیان فرماتا ہے کہ آج پاکستان کیا کُل عالم یہ اصول اپنا لے تو محاورتاً نہیں حقیقتاً یہ دنیا جنت نظیر بن جائے اور وہ اصول ہے کہ دولت چند ہاتھوں میں گردش نہ کرے، یعنی ارتکازِ دولت کی جڑ کاٹ دی۔ یہ نہیں کہ پہلے انسانوں کے خون چوس چوس کر انہیں زندہ لاشیں بنا دو، پھر تالیوں کی گونج میں ان کے لیے ہسپتالوں کے افتتاح کرو۔ اسلامی ریاست تمام شہریوں کی بنیادی ضروریات پورا کرنے کی ذمہ دار ہوگی۔ بیت المال عوام کی مقدس امانت ہوگی۔ پھر دیانت وامانت اور جرم وسزا کے حوالے سے وہ نظام قائم ہوگا کہ شہری کے چوری کرنے پر ہاتھ بھی کاٹے جائیں گے اور حکمران کو بھی جواب دینا ہوگا کہ ایک چادر سے قمیص کس طرح بن گئی۔ یقیناً وہ وقت لوٹ کر آ سکتا ہے کہ صاحب نصاب کو یہ مسئلہ درپیش ہو کہ زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں مل رہا۔ ہوسِ زر میں شدت اور دیوانگی کا سلسلہ اہل پاکستان اور حکمرانوں ہی کو نہیں یہ عالمی مسئلہ ہے، فرق صرف یہ ہے کہ پاکستان کے حکمران اپنے ہی عوام کے خون سے اپنی یہ پیاس بجھا رہے ہیں اور پاکستان نامی جس شجر کے سائے میں عیش کر رہے ہیں اسی کی جڑ کاٹ رہے ہیں، جبکہ مغربی اقوام اور امریکہ باقی دنیا کی دولت لُوٹ لُوٹ کر اور اس لُوٹ مار کے لیے دنیا بھر میں خون کی ندیاں بہا کر قومی سطح پر یہ ہوس پوری کر رہے ہیں، لیکن ظلم پھر ظلم ہے بڑھ جائے تو مٹ جاتا ہے! سرمایہ داروں بلکہ سرمایہ پرستوں کا یہ ظالمانہ نظام نہیں چل سکے گا۔ یہ اعداد وشمار کا ہیر پھیر بل کھاتی رسی بن کر آخر ان کی گردنوں میں پڑے گا۔ باطل کا مقدر مٹ جانا اور حق کا مقدر چھا جانا ہے۔ یہ ہم اپنی خواہشات کا اظہار یا ہوائی باتیں نہیں کر رہے، ہمیں اس پر کامل یقین ہے۔ اولاً اور اصلاً اس لیے ہے کہ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت سے پہلے پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہوگا، پھر یہ کہ اگرچہ زمینی حقائق اسلام کے نام لیواؤں کے حق میں ظاہری طور پر نہیں ہیں اور بے شمار negative indicaters ہیں، لیکن یقین کیجیے اب زمینی حقائق کے حوالہ سے بھی بعض positive indicaters سامنے آ رہے ہیں۔ ان پر پھر کبھی عرض کریں گے۔ آخری حتمی اور فیصلہ کن بات یہ ہے کہ دولت کی ہوس انسان کو قبر تک لے جاتی ہے اور وہی آخرت کے حوالے سے اس کی غفلت کا باعث بنتی ہے۔ ربِّ کائنات کا فرمان ہے:

﴿ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝١ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝٢ ﴾

''تم کو مالِ کثیر کی طلب نے غافل کر دیا یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے۔''

☆☆☆

بیاپہ مجلس اسرار

## پاکستان میں اسلامی انقلاب نہ آیا تو......

آج عالمی پیمانے پر امت مسلمہ جس زبوں حالی کا شکار ہے یہ اصل میں عذاب الٰہی ہے جس میں ہم مبتلا ہو چکے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم زمین پر اللہ تعالیٰ کے دین کے نمائندے بنائے گئے تھے لیکن آج ہم پوری دنیا میں کوئی ایک ماڈل ملک بھی نہیں دکھا سکتے کہ لوگو! آؤ دیکھو یہ ہے نظام مصطفیٰ ﷺ، یہ ہیں دینِ حق کی برکات، لہٰذا ہم اللہ کے عذاب کی گرفت میں ہیں۔ اگر ہم ملک میں صحیح اسلامی نظام نافذ کر لیں تو امریکہ سمیت دنیا کی کوئی طاقت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اگر پاکستان میں اسلامی انقلاب نہ آیا تو خدانخواستہ اس کے قائم رہنے کی وجہ جواز ختم ہو جائے گی کیونکہ یہ تو قائم ہی اسلام کے اصول حریت واخوت و مساوات کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے کیا گیا تھا۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ آج امریکہ اور اس کے تمام اتحادی اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ اسلامی نظام کا کہیں ظہور نہ ہو جائے۔ بقول علامہ اقبال ؎

عصر حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں

آج امریکہ پر یہ خوف طاری ہے کہ دنیا کے کسی کونے میں شرع پیغمبری کا عملی ظہور نہ ہو جائے۔ وہ جانتے ہیں کہ امت مسلمہ میں اسلامی نظام کے قیام کے لیے ایک جذبہ انگڑائیاں لے رہا ہے۔ کمی صرف یہ ہے کہ اس جذبے کو صحیح راہِ عمل نہیں مل رہی۔ محض جذبہ ہی کافی نہیں اس کے ساتھ لائحہ عمل بھی ہونا چاہئے۔ اس لیے میں عرض کر رہا ہوں کہ اسلام کو نظام زندگی کے طور پر نافذ غالب کرنے کے لیے صحیح لائحہ عمل واضح کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ صحیح لائحہ عمل وہی ہوگا جو سیرت النبی ﷺ سے ماخوذ ہو۔


ایمان کے لغوی اور شرعی معنیٰ، ایمان کا فلسفہ، ایمان و عمل کا باہمی تعلق

اپنے موضوع پر لاثانی تحقیق و فکری تصنیف

# حقیقتِ ایمان

اشاعت خاص: 120 روپے

# عذابِ الٰہی کے آثار اور نجات کا راستہ

## سورۃ النجم کی آیات 32 تا 62 کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ کے یکم جون 2012ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ النجم کی آیات 32 تا 62 کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد]

حضرات: سورۃ النجم کی 31 آیات کا ہم مطالعہ کر چکے ہیں۔ گزشتہ جمعہ زیرِ مطالعہ آیات میں جس موضوع پر گفتگو کا اختتام ہوا وہ یہ تھا کہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے اس لیے پیدا کیا کہ اس دنیا کی زندگی میں انہیں آزمائے اور آخرت میں ان کے اچھے اعمال کا بدلہ اچھائی کی صورت میں اور بُرے اعمال کا بدلہ سزا کی صورت میں دے۔ لہٰذا اے مشرکین مکہ! شفاعت باطلہ کا تصوّر اپنے دلوں سے نکال دو۔ صرف حسن عمل کا مظاہرہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بہترین بدلہ دے گا۔ اسی تسلسل میں آگے فرمایا:

> (ترجمہ) ”جو صغیرہ گناہوں کے سوا بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں، بیشک تمہارا پروردگار بڑی بخشش والا ہے۔ وہ تم کو خوب جانتا ہے جب اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے۔ تو اپنے آپ کو پاک صاف نہ جتاؤ۔ جو پرہیزگار ہے، وہ اس سے خوب واقف ہے“۔ (آیت:32)

یہاں حسن عمل کی ایک دوسرے انداز سے تعریف آئی ہے۔ یعنی نیک عمل ایک تو یہ ہے کہ میں نے کوئی اچھا کام کیا، کسی کی مدد کی، کسی کی خدمت کر لی۔ اللہ تعالیٰ کے آگے سر جھکا لیا، لیکن اس کے ساتھ دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ گناہوں سے شعوری طور پر بچا جائے مثلاً کسی کو ناحق تنگ نہ کیا جائے، کسی کے حقوق غصب نہ کیے جائیں، کسی پر ظلم نہ کیا جائے۔ اسی پہلو کو یہاں اُجاگر کیا گیا کہ نیک لوگ وہ ہیں جو بڑے بڑے گناہوں سے بچتے ہیں اور بے حیائی اور بدکاریوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ اکبر الکبائر تو وہ تین بڑے گناہ ہیں جن کا قرآن مجید میں کئی مقامات پر تذکرہ ہے یعنی شرک، قتل ناحق اور زنا۔ لیکن یہاں مراد صرف وہی نہیں بلکہ دوسرے بڑے گناہ بھی ہیں جن سے بچنا ضروری ہے۔ اگر انسان کا حق مارا جا رہا ہے، کوئی اپنے فرائض ادا نہیں کر رہا تو یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ کبیرہ گناہوں کے حوالے سے حضور ﷺ نے کئی اور چیزوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔ مثلاً جھوٹی بات، جھوٹی گواہی، والدین کے حقوق کی ادائی میں کوتاہی، سود خوری، رزق حرام یہ سب بہت بڑے گناہ ہیں، جن کی بڑی لمبی فہرست ہے۔ اس آیت میں اس پہلو سے نیک اعمال کرنے والوں کا ذکر نہیں ہے کہ وہ فرائض ادا کرتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، حقوق اللہ ادا کرتے ہیں، کیونکہ وہ understood ہے۔ یہاں مراد ہے کہ ان کی ادائیگی کے ساتھ گناہوں سے بھی بچتے ہیں۔ سوائے تھوڑی سی لمم (آلودگی) کے۔ لمم کے حوالے سے مفسرین کی مختلف آراء ہیں۔ بعض کے نزدیک ہے کہ کسی شخص کے ذہن میں بُرے خیالات، گناہ کے خیالات آرہے ہیں، اگرچہ وہ ان پر عمل نہیں کر رہا، یہ آلودگی ہے جو معاف ہے اور اس پر گرفت نہیں۔ بعض کے نزدیک اس سے صغیرہ گناہ مراد ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ اس سے وہ کیفیت مراد ہے کہ گناہ کرنے کے بعد فوراً توبہ کر لے اور اس پر مصر نہ ہو۔ چنانچہ ایک مفسر نے اسی حوالے سے لکھا ہے کہ لمم سے مراد ہے کسی جگہ تھوڑی دیر کے لیے اُتر پڑنا یعنی کسی وقت گناہ میں پاؤں تو پڑ گیا لیکن فوراً وہاں سے ہٹ گئے۔ انسان معصوم عن الخطا نہیں ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ”تمام بنی آدم خطا کار ہیں (کسی سے چھوٹی خطا، کسی سے بڑی خطا ہو جاتی ہے) اور خطا کاروں میں وہ بہت اچھے ہیں جو مخلصانہ توبہ کریں۔“ (الترمذی) چنانچہ سورۃ النساء کی یہ آیت اس حوالے سے بڑی عمدہ تشریح ہے کہ: ”اللہ اُنہیں لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو نادانی سے بری حرکت کر بیٹھتے ہیں، پھر جلد توبہ کر لیتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں پر اللہ مہربانی کرتا ہے۔ اور وہ سب کچھ جانتا اور حکمت والا ہے۔“ (آیت:17)

چنانچہ کسی وقت ذرا سی خطا ہو جائے تو فوراً پلٹنا، فوراً توبہ کرنا ضروری ہے۔ سچی توبہ سے گناہ کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا دامن بہت وسیع ہے۔ وہ تمہیں خوب جانتا ہے اس وقت سے جب کہ تمہیں اس نے مٹی سے پیدا کیا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں جنین کی شکل میں تھے۔ اور بالخصوص سرداران قریش کے ذہن میں یہ بات تھی کہ ہماری تو بڑی نیکیاں ہیں، ہم حاجیوں کے خدمت گار ہیں، انہیں پانی پلاتے ہیں، بیت اللہ کو صاف ستھرا رکھتے ہیں۔ اس کے حوالے سے سورۃ التوبہ میں گرفت کی گئی ہے: ”کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کو آباد کرنا اس شخص کے اعمال جیسا خیال کیا ہے جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟ یہ لوگ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔“ (آیت:19) اس بنیاد پر سمجھنا کہ ہم بڑے پہنچے ہوئے ہیں، درست نہیں ہے۔ تم ذرا اپنی پیدائش پر غور کرو، تا کہ اپنی حقیقت پہچان سکو، اپنے تئیں خود کو پاکباز نہ سمجھو۔ تمہارے عمل کی قیمت ”اخلاص“ سے لگے گی۔ تمہارا رب تمہارے دلوں میں چھپی تمہاری نیتوں سے بھی واقف ہے۔ وہ خوب جانتا ہے ان کو جو تقویٰ اختیار کرنے والے ہیں اور جو بڑے بڑے

گناہوں، حرام اور فواحش سے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچ کر زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ خوب جانتا ہے کہ کس کی کیا حقیقت ہے۔ کوئی بڑا پارسا بن گیا، بڑا راہنما بنا ہوا ہے، لیکن کون واقعی متقی ہے، اللہ سے کچھ چھپا نہیں۔"

آگے فرمایا:

(ترجمہ)"بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے منہ پھیر لیا۔ اور تھوڑا سا دیا (پھر) ہاتھ روک لیا۔ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے؟۔" (آیات: 33 تا 35)

اگرچہ سرداران قریش میں سے ہر ایک پر یہ آیات منطبق ہوتی ہیں، لیکن یہ بات ولید بن مغیرہ کے حوالے سے آئی ہے۔ مفسرین نے جو واقعہ نقل کیا ہے اس پر یہ الفاظ بہت صادق آتے ہیں۔ سرداران قریش میں سے ایک ولید بن مغیرہ کے کردار کو قرآن مجید نے نام لیے بغیر کئی جگہوں پر criticize کیا ہے۔ کئی اور سرداروں کا بھی قرآن میں ذکر ہے۔ ابوجہل کا تذکرہ سورۃ العلق میں نام لیے بغیر آیا ہے۔ ابولہب کے حوالے سے تو پوری سورت موجود ہے۔ یہاں ولید بن مغیرہ کا ذکر ہے۔ اس کے بارے میں کسی وقت محسوس ہوتا تھا کہ جھکاؤ اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ گویا اس پر حقیقت منکشف ہو چکی تھی، لیکن پھر چودھراہٹ راستہ روک لیتی۔ دل مان چکا تھا، حقیقت واضح ہو چکی تھی۔ چنانچہ اس حوالے سے ایسی ہی کیفیت کا یہاں ذکر ہے کہ جب اس نے نبی کریم ﷺ کی دعوت سنی ہے اور آپؐ کے ذریعے قرآن سنا تو اس کے ساتھیوں نے محسوس کیا کہ اس پر کچھ اثر ہو گیا، ایک ساتھی نے کہا کہ تمہارے گناہوں کا میں ذمہ لیتا ہوں، تم محمد ﷺ کی بات کا اثر مت لو۔ اگر وہ حق ہے اور تم نہ مان کر گناہ گار ہو رہے ہو تو تمہارے گناہ میں اپنے ذمے لے لوں گا۔ میں تمہارا ضامن بنتا ہوں۔ تم مجھے اس کام کے لیے اتنی رقم دے دو۔ چنانچہ اس کے بخل کا عالم دیکھئے کہ اس پر اپنے خیر خواہ کو تھوڑا بہت ادا کر دیا، لیکن اس کے بعد ہاتھ روک لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ سوال کر رہا ہے کہ کیا اس کے پاس علم غیب تھا اور وہ غیب کے حالات کا مشاہدہ کر رہا ہے کہ آخرت میں اس طریقے سے بھی بچاؤ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کسی کا ذمہ لے لے اور کسی اور کے گناہوں کا بوجھ اٹھا لے اور یوں مجرم بری الذمہ ہو جائے۔ اس بات کی کیا سند اور دلیل ہے۔

چنانچہ اگلی آیات میں فرمایا:

(ترجمہ)"کیا جو باتیں موسیٰ کے صحیفوں میں ہیں ان کی اس کو خبر نہیں پہنچی؟ اور ابراہیم کی جنہوں نے (حق طاعت و رسالت) پورا کیا؟ یہ کہ کوئی شخص دوسرے (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔" (آیات: 36 تا 38)

قرآن کو نہیں مان رہے لیکن تورات اور صحف ابراہیم علیہ السلام میں جو حقائق ہیں، کیا وہ اُن تک نہیں پہنچے۔ ہر جگہ ایک ہی تعلیمات ہیں۔ کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے۔ ہر شخص کو اپنے کیے کا خود حساب دینا ہے اور اس کا نتیجہ بھگتنا ہے۔ سورۃ العنکبوت میں بھی یہ مضمون آیا جو مکی دور کی سورت ہے۔ جب نوجوان نبی ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھنے لگے تو بڑے بوڑھے ان کو سمجھانے کے لیے یہ انداز اختیار کرتے تھے: "اور جو کافر ہیں وہ مومنوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے طریق کی پیروی کرو۔ ہم تمہارے گناہ اٹھا لیں گے حالانکہ وہ ان کے گناہوں کا کچھ بھی بوجھ اٹھانے والے نہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہ جھوٹے ہیں۔" (آیت: 12) یہی بات یہاں بیان ہوئی کہ کوئی کسی ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ قرآن میں ایک دوسرے مقام پر ہے: "اور کوئی اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور کوئی بوجھ میں دبا ہوا اپنا بوجھ ہٹانے کو کسی کو بلائے تو کوئی اس میں سے کچھ نہ اٹھائے گا اگرچہ قرابت دار ہی ہو (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) تم انہی لوگوں کو نصیحت کر سکتے ہو جو بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے اور نماز بالالتزام پڑھتے ہیں اور جو شخص پاک ہوتا ہے اپنے ہی لئے پاک ہوتا ہے اور (سب کو) خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔" (فاطر: 18)

آگے فرمایا:

"اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔" (آیت: 39)

آخرت میں جو کچھ ملنا ہے وہ انسان کی اپنی کمائی کا نتیجہ ہے۔ اس آیت کو لوگ زیادہ تر دنیا کے معاملات سے منسلک کرتے ہیں۔ ہمارے بڑے بڑے دانشور بھی دنیاوی جدوجہد کے لیے اس کا حوالہ دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات آخرت کے حوالے سے ہے۔ دنیا میں بے شمار لوگ آپ نے دیکھے ہوں گے کہ صبح سے شام تک محنت کرتے ہیں لیکن جس کام میں ہاتھ ڈالتے ہیں نتیجہ صفر ہوتا ہے۔ کہاں گئی وہ محنت؟ اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کچھ بھی محنت نہیں کر رہا، اس نے کسی کام میں ہاتھ ڈالا اور کہاں پہنچ گیا۔ کوئی غریب کے گھر میں پیدا ہو گیا اس کے لیے کچھ نہیں۔ کوئی امیر کے گھر میں پیدا ہو گیا، وہاں اس کو سب کچھ میسر ہے۔ کسی کو باپ کی وراثت میں کروڑوں مل گئے ہیں، اس کے لیے اس نے کیا محنت کی؟ یہ اصول اصلاً آخرت کے اعتبار سے ہے کہ انسان کو وہاں اس کے اعمال اور محنت کے اعتبار سے پورا پورا اجر اور بدلہ ملے گا۔

آگے فرمایا:

(ترجمہ)"اور یہ کہ اس کی کوشش دیکھی جائے گی۔" (آیت: 40)

انسان کا ہر عمل نوٹ ہو رہا ہے اور اس دن سارا اعمال نامہ اسے پیش کر دیا جائے گا۔ مختصر یہ کہ ہر شخص کو اپنی قبر میں جانا ہے اور اپنا حساب خود دینا ہے۔ وہاں کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

آگے فرمایا:

(ترجمہ)"پھر اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور یہ کہ تمہارے پروردگار ہی کے پاس پہنچنا ہے۔ اور یہ کہ وہ ہنساتا اور رلاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا اور جلاتا ہے۔" (آیات: 41 تا 44)

دنیا میں بھی جو حالات آتے ہیں ان سب پر اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے۔ کوئی تکلیف آ رہی ہے، کوئی غم ہے، کوئی خوشی ہے، یہ سب منجانب اللہ ہیں، یہ اس امتحان کا حصہ ہیں، جس میں انسان کو ڈالا گیا ہے۔ وہی ہے جو موت دیتا ہے اور وہی ہے جو دوبارہ زندہ کرے گا۔ یہ حقائق تمام سابقہ صحیفوں کے اندر پورے طور پر موجود ہیں۔

(ترجمہ)"اور یہ کہ وہی نر اور مادہ دو قسم (کے حیوان) پیدا کرتا ہے۔ (یعنی) نطفے سے جو (رحم میں) ڈالا جاتا ہے۔" (آیات: 45، 46)

زوجین کا پیدا کرنے والا، نر اور مادہ کا خالق وہی ہے۔ ایک قطرے سے پورا گوشت پوست کا انسان بنا دینا، یہ نظام کس کی خلاقی کا مظہر ہے؟ کس کا وضع کردہ ہے؟ ذرا غور تو کرو۔ حقیقت تم پر آشکارا ہو جائے گی اور تم اپنے رب کی عظمت کے معترف ہو جاؤ گے۔

(ترجمہ)"اور یہ کہ (قیامت کو) اسی پر دوبارہ اٹھانا لازم ہے۔" (آیت: 47)

اسی نے تمہیں اس دنیا میں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور تم یہ زندگی گزار رہے ہو۔ یہاں دنیا میں تم چاہتے ہو ساری آسائشیں تمہیں مل جائیں۔ اس کے لیے تم کیا

کچھ کرتے ہو۔ یہ دنیا تو تم نے دیکھی ہے لیکن ایک آخرت بھی ہے جہاں تمہیں اس دنیا کے اعمال کا حساب دینا ہے۔ لہٰذا وہ تمہیں پھر دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے لیے کچھ مشکل نہیں۔

(ترجمہ) ''اور یہ کہ وہی دولت مند بناتا اور مفلس کرتا ہے اور یہ کہ وہی شعریٰ کا مالک ہے۔'' (آیات:48تا49)

اُسی نے کسی کو غنی کیا، کسی کو مفلس بنایا، یہ سب اس کی طرف سے ہے۔ یہ آزمائش کی شکل ہے۔ شعریٰ ایک بڑا ستارہ تھا جس کی مشرکین پوجا کرتے تھے۔ کہا جاتا تھا کہ اس کے انسانی زندگی پر بڑے اثرات ہوتے ہیں۔ جس طرح آج کل گردش افلاک اور ستاروں کی وجہ سے نحوست اور توہمات کی باتیں کی جاتی ہیں، وہ لوگ بھی شعریٰ اور دوسرے ستاروں کے حوالے سے بدعقیدگی کا شکار تھے، حالانکہ یہ سب اللہ کی مخلوق ہیں اور اس کے کنٹرول میں ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

چاند ستاروں سے کیا پوچھوں کب دن ہمارے پھرتے ہیں
وہ تو بیچارے خود ہیں بھکاری، مارے مارے پھرتے ہیں

آگے اُن چند قوموں کا ذکر ہے جن پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ فرمایا:

(ترجمہ) ''اور یہ کہ اسی نے عاد اوّل کو ہلاک کر ڈالا۔'' (آیت:50)

رسولوں کے واقعات مکی سورتوں میں بڑی تفصیل سے آئے ہیں۔ چھ رسولوں کا تذکرہ بار بار ہوا، ان میں سے چار کا ذکر بڑے اختصار کے ساتھ یہاں پر ہے۔ اہل عرب جانتے تھے کہ قوم عاد پر اللہ کا عذاب آیا تھا۔ انہیں یاد کرایا جا رہا ہے کہ قوم عاد کو ہلاک کرنے والا بھی وہی تھا اور کیوں ہلاک کیا، یہ بھی تمہیں خوب معلوم ہے۔ مکی سورتوں میں یہ بات واضح طور پر آ چکی ہے کہ رسولوں کا انکار اور اللہ کی آیات کی تکذیب کی پاداش میں پوری پوری قومیں ہلاک کی گئیں۔

(ترجمہ) ''اور ثمود کو بھی، غرض کسی کو باقی نہ چھوڑا۔ اور ان سے پہلے قوم نوحؑ کو بھی۔ کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ بڑے ہی ظالم اور بڑے ہی سرکش تھے۔'' (آیات:51تا52)

ظاہر بات ہے ترتیب زمانی میں حضرت نوح علیہ السلام پہلے پھر حضرت ہود علیہ السلام اور پھر قوم ثمود ہے، جن کی طرف حضرت صالح علیہ السلام بھیجے گئے۔ لیکن یہاں تذکرہ قوم نوح علیہ السلام کا بعد میں آیا۔ یہ سب قومیں حد سے بڑھنے والی، سرکش اور ظلم کرنے والی تھیں۔ ایک ظلم وہ ہوتا ہے جسے ہم جانتے ہیں کہ کسی کے ساتھ کوئی ناانصافی کر دی، کسی کو زبان سے یا اپنے ہاتھ سے تکلیف پہنچائی، لیکن ایک ظلم شرک بھی ہے۔ شرک کو ظلم عظیم قرار دیا گیا ہے۔ اللہ اسے معاف نہیں فرماتا۔ انہی بداعمالیوں کے سبب یہ قومیں ہلاک ہوئیں۔

(ترجمہ) ''اور اسی نے الٹی ہوئی بستیوں کو دے پٹکا پھر ان پر چھایا جو چھایا۔'' (آیت: 53تا54)

مراد ہے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم یعنی صدوم اور عامورہ کی بستیاں، جن پر اللہ کا عذاب ایسے آیا کہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے بستیاں پلٹ دی گئیں۔ ان بستیوں پر پتھروں کی بارش ہوئی۔ اور وہ پوری قوم ان پتھروں کے اندر غرق ہوگئی۔

(ترجمہ) ''(اے انسان!) تو اپنے پروردگار کی کون سی نعمت پر جھگڑے گا؟'' (آیت:53تا54)

یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی کے مظاہر ہیں کہ ایسی بڑی بڑی اقوام، بڑی تہذیبیں جب عذاب الٰہی کا شکار ہوئیں تو کوئی متنفس باقی نہیں رہا۔ جیسے کبھی آبادی تھی ہی نہیں۔

(ترجمہ) ''یہ (محمد ﷺ) بھی اگلے ڈر سنانے والوں میں سے ایک ڈر سنانے والے ہیں۔'' (آیت:56)

حضور ﷺ بھی پہلے گزرے ہوئے خبردار کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔ انہی کی مانند یہ تمہیں خبردار کرنے آئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ بھی حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام اور دیگر رسولوں کے سلسلے کی ایک کڑی ہیں۔ اور وہی فریضہ ادا کرنے کے لیے آئے ہیں جو پہلے نبیوں نے ادا کیا۔

آگے فرمایا:

(ترجمہ) ''آنے والی (یعنی قیامت) قریب آ پہنچی۔'' (آیت:57)

جس عذاب کی دھمکی پیغمبر اور رسول دیتے رہے اور جس عذاب سے قومیں دنیا میں ہلاک ہوئیں، اس عذاب کا وقت تمہارے لیے بھی بہت قریب آ چکا ہے۔ اگرچہ یہ دھمکی اس وقت کے مشرکین عرب کے لیے تھی۔ ذرا پاکستان کے حالات کو دیکھیں تو محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے لیے بھی وقت بہت قریب آ گیا۔ پاکستان کے دفاع کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ ملک ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔ کیا صرف ریلیاں نکالنے یا مظاہرے کرنے سے پاکستان کا دفاع ممکن ہے۔ آج ہم پر جو عذاب مسلط ہے یہ اللہ کی طرف سے ہمارے جرائم کی سزا ہے جسے اس کے سوا کوئی نہیں ٹال سکتا۔ صرف اسی کی مدد سے ہم موجودہ حالات سے نکل سکتے ہیں۔

(ترجمہ) ''اس (دن کی تکلیفوں) کو اللہ کے سوا کوئی دور نہیں کر سکے گا۔'' (آیت:58)

اللہ کی طرف سے جب کسی کے لیے عذاب طے ہو جائے، مقدر ہو جائے تو کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا، سوائے خود اس کے۔

(ترجمہ) ''(اے اللہ کے منکرو) کیا تم اس کلام سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم غفلت میں پڑ رہے ہو۔'' (آیات:59تا61)

یہ اللہ کا کلام ہے، یہ معجز نما کلام ہے، اس میں تمہیں تعجب کیوں ہے؟ سچی بات یہ ہے کہ یہ آیات پڑھتے ہوئے محسوس یہ ہوتا ہے کہ یہ ہمارے حال پر صادق آتی ہیں۔ آج ہماری قوم خواب غفلت میں مدہوش ہے۔ کیسے اس صورتحال سے نکلنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کی جائے۔ کیسے اللہ کے عذاب کو ٹالا جائے، اس پر غور کرنے کے لیے کوئی تیار ہی نہیں اور اس حوالے سے قرآن وسنت میں ہمارے لیے کیا راہنمائی ہے، اس پر غور وفکر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لوگ اپنی دانش بگھار رہے ہیں۔ زرداری صاحب یوں کر لیں تو ایسا ہو جائے گا، کیانی صاحب اگر مارشل لاء لگا لیں تو پھر مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اصل حل کی طرف کوئی بھی آنے کو تیار نہیں۔

''تو اللہ کے آگے سجدہ کرو اور (اسی) کی عبادت کرو۔'' (آیت:62)

ہم ایک دھمکی میں امریکہ کے آگے سجدہ ریز ہو گئے تھے، اور ابھی تک سجدہ ریز ہیں۔ اقبال نے کہا تھا ؎

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

یہ پیغام مشرکین عرب کے لیے بھی تھا، ہمارے لیے بھی ہے کہ اللہ کے سامنے جھک جائیں اور اس کی بندگی اختیار کریں۔ وہی ہمارا حقیقی پروردگار اور مالک ہے۔ اگر ہم اس کو راضی کرنا چاہتے ہیں تو امریکہ کی بجائے اس کے سامنے سجدہ ریز ہونا ہوگا۔ توبہ کرنی ہوگی اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے اُس کی بندگی پر کاربند رہنا ہوگا۔ یہی راہ نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس راہ کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(مرتب: فرقان دانش خان)

☆☆☆

# دینی جماعتیں نفاذِ اسلام کے لیے متحد ہو جائیں تو ملکی حالات بدل سکتے ہیں (حافظ عاکف سعید)

## ''امن کی آشا'' ملک دشمن تحریک ہے' جس کے ذریعے ہماری نظریاتی سرحدوں پر مسلسل حملے کیے جا رہے ہیں (سابق جسٹس نذیر احمد غازی)

## دفاعِ پاکستان کو ناقابل تسخیر بنانے کے لیے نظریۂ پاکستان کو عملی شکل دینا ہوگی (مرزا ایوب بیگ)

## پاکستان میں نفاذِ اسلام کا راستہ روکنے کے لیے گہری سازشیں کی جا رہی ہیں (اوریا مقبول جان)

**تنظیم اسلامی لاہور کے زیر اہتمام ''دفاعِ پاکستان: مگر کیسے؟'' کے موضوع پر منعقدہ سیمینار کی رپورٹ**
**مرتب: وسیم احمد**

تنظیم اسلامی لاہور کے زیر اہتمام 3 جون بروز اتوار قرآن آڈیٹوریم نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں ''دفاعِ پاکستان: مگر کیسے؟'' کے عنوان سے خصوصی سیمینار منعقد ہوا، جس کی صدارت امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے فرمائی۔ دیگر مقررین میں مرزا ایوب بیگ، جسٹس (ر) نذیر احمد غازی اور معروف دانشور اوریا مقبول جان شامل تھے۔ حسب روایت پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ قاری احمد ہاشمی نے سورۃ الحج کی آیات تلاوت کیں۔ سید محمد کلیم نے پرسوز آواز میں کلام اقبال سنایا۔

سیمینار کے پہلے مقرر لاہور ہائی کورٹ کے سابق جسٹس نذیر احمد غازی نے کہا کہ پاکستان اس وقت حقیقی خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ پوری ملت اسلامیہ ایک کرب میں مبتلا ہے۔ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے۔ مذہبی انتہا پسندی کے باعث یہ قلعہ کافی کمزور ہو چکا ہے۔ اس ملک کا دوسرا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان مختلف قومیتوں میں بٹ چکا ہے۔ کراچی اور بلوچستان کی تشویشناک صورتِ حال اسی وجہ سے ہے۔ دوسرے صوبوں میں بھی یہ زہر پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں متشدد قسم کی فرقہ پرستی عروج پر ہے۔ معاشرے کے محروم طبقات کو ملک میں دہشت گردی کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ فرقہ واریت کو ہوا دے کر حالات کو خراب کیا جا رہا ہے۔ اس وقت سیاسی جماعتوں کے عسکری گروپ بھی قتل و غارت میں ملوث ہیں۔ لوکل اور غیر ملکی میڈیا اسلام دشمنی کا بدترین کردار ادا کر رہا ہے۔ کروڑوں روپے ادا کر کے میڈیا کے لوگوں کو ملک دشمنی کے لیے خریدا جا رہا ہے۔ ملکی دولت کو لوٹنا ہمارے حکمرانوں کی ترجیح اوّل بن چکی ہے۔ بدقسمتی سے ہم میں قول و فعل کا تضاد ہے اور اخلاص کی کمی ہے۔ آج دشمنوں کے ایجنٹ اسلام کے خیر خواہ بن کر سامنے آ رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ''امن کی آشا'' ملک دشمن تحریک ہے جس کے ذریعے ہماری نظریاتی سرحدوں پر مسلسل حملے کیے جا رہے ہیں۔ پاکستان میں کام کرنے والی اکثر NGO's پاکستان کی نظریاتی اساس کو کھوکھلا کرنے میں گھناؤنا کردار ادا کر رہی ہیں۔

مرکزی ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی **مرزا ایوب بیگ** نے کہا کہ 3 جون 1947ء تحریک پاکستان کا اہم ترین دن تھا جب قائداعظم نے آل انڈیا ریڈیو پر ''پاکستان زندہ باد'' کا نعرہ لگایا تھا۔ دعا ہے کہ 3 جون 2012ء کا دن دفاع پاکستان کے حوالے سے نیک شگون ثابت ہو۔ انہوں نے کہا کہ آج پاکستان حقیقی خطرات سے دوچار ہے اور ہم تباہی و بربادی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ لیکن معاملات پوائنٹ آف نو ریٹرن تک نہیں پہنچے۔ ویسے بھی ہم مسلمان ہونے کے ناتے مایوسی کو کفر جانتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ دفاع پاکستان کو ناقابل تسخیر بنانے کے لیے نظریۂ پاکستان کو عملی شکل دینا ہوگی۔ پاکستان میں اسلام نافذ ہو جائے تو یہ قیامت تک قائم و دائم رہے گا۔ ہمیں دنیا میں ترقی کرنے کے لیے اعلیٰ اخلاقی اقدار کو اپنانا ہوگا۔ ہماری لیڈرشپ کو یہ بات ہمیشہ مدنظر رکھنی چاہیے کہ دنیا کی عظیم قوموں اور بڑی بڑی سلطنتوں کے زوال کا آغاز اخلاقی گراوٹ سے ہوا۔ ملک میں قانون و انصاف کا بول بالا ہونا چاہیے۔ اگر ملک میں امیر اور غریب کے لیے الگ قوانین ہوں گے یا دونوں طبقوں پر قانون کا اطلاق یکساں نہیں ہوگا تو پاکستان کبھی بھی مستحکم معاشرے اور کامیاب ریاست کی صورت اختیار نہیں کر سکے گا۔ اُنھوں نے کہا کہ ملک میں مالی نظم و ضبط اور احتساب کا کڑا نظام نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ ملک کے مضبوط دفاع کے لیے حکمرانوں کا ہردلعزیز ہونا بھی لازمی شرط ہے۔ عوام میں غیر مقبول حکومت دفاع وطن کے تقاضے پورے نہیں کر سکتی۔ مرزا ایوب بیگ

قرآن آڈیٹوریم لاہور میں دفاعِ پاکستان مگر کیسے؟ کے موضوع پر امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید، جسٹس نذیر احمد غازی، اوریا مقبول جان اور مرزا ایوب بیگ خطاب کر رہے ہیں

نے کہا کہ ہمارے ملک میں مسائل کے حل کے لیے اچھی حکمتِ عملی اور بروقت منصوبہ بندی کا فقدان ہے ، جس کی وجہ سے وطن کا دفاع روز بروز کمزور ہوتا جارہا ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ پاکستان کو ایٹم بم ناقابل تسخیر نہیں بنا سکتا بلکہ وہ نظریہ بنا سکتا ہے جس کی بنیاد پر یہ وطن حاصل کیا گیا تھا۔ آج نظریۂ پاکستان کو عملی تعبیر دینے کی اشد ضرورت ہے۔ اگر پاکستان میں اسلام کا عادلانہ نظام نافذ ہو جائے تو ان شاء اللہ دفاعِ پاکستان کے تمام تقاضے پورے ہو جائیں گے۔

**پاکستان میں اسلام نافذ نہ کر کے ہم قومی جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اللہ کے دین سے بے وفائی اور غداری ہمارا سب سے بڑا جرم ہے**

معروف دانشور و کالم نگار جناب **اوریا مقبول جان** نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وطنیت کا رشتہ اور نظریہ بہت کمزور ہوتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے قحط سالی ہو جائے اور یہی دھرتی پانی اور فصل دینا بند کر دے تو جسے دھرتی ماتا کہا جاتا ہے انسان فوری طور پر وہاں سے ہجرت کر جاتا ہے۔ وطن سے محبت کی وجہ وطنیت نہیں بلکہ نظریہ ہونا چاہیے، جس کے لیے یہ ملک قائم ہوا تھا۔ وطنیت کا رشتہ بہت کمزور جبکہ نظریاتی رشتہ بہت مضبوط ہوتا ہے۔ پاکستان دنیا کے 199 ممالک میں سے واحد مملکت ہے جس کے ماتھے پر اللہ کے نام کی تختی ہے۔ اس ملک کے قیام کے لیے دس لاکھ لوگوں نے اپنی جانیں قربان کیں۔ انہوں نے کہا کہ اِس دنیا میں صرف دو قومیں آباد ہیں: حزب اللہ اور حزب الشیطان۔ یہ ملک حزب اللہ کا نمائندہ ملک ہے۔ اگر ہم اس کا تحفظ نہیں کریں گے تو اللہ اِس بات پر قادر ہے کہ ہماری جگہ کسی اور قوم سے دین کی سربلندی کا کام لے لے۔ اُنھوں نے کہا کہ دورِ حاضر کا سب سے بڑا ہتھیار میڈیا ہے، جس کے ذریعے ہاری ہوئی جنگیں جیتی جا سکتی ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارا میڈیا اسلام دشمن کردار ادا کر رہا ہے۔ آج سے چند سال قبل 97 کمپنیاں دنیا کے میڈیا کو کنٹرول کرتی تھیں، جب کہ آج صرف 3 کمپنیاں پوری دنیا کے میڈیا کو کنٹرول کر رہی ہیں۔ ان کمپنیوں کے مالک یہودی ہیں۔ اُنھوں نے یہودی سازشوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں نفاذِ اسلام کا راستہ روکنے کے لیے گہری سازشیں کی جا رہی ہیں۔ ملکی تباہی کا 90 فیصد ذمہ دار بیوروکریٹ طبقہ ہے۔ پاکستان بشارتوں کی سرزمین ہے اور ہمارے لیے مسجد کی طرح محترم ہے۔ ہمیں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے وفاداری اختیار کرنی چاہیے۔

آخر میں امیر تنظیم اسلامی **حافظ عاکف سعید** نے اپنے خطبہ صدارت میں تمام مہمان مقررین کی تقریروں کو سراہا اور اُن کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔ موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا کہ پاکستان آج اگر شدید خطرات سے دوچار ہے تو یقیناً اُس کا سبب بھی ہے۔ پاکستان میں نفاذِ اسلام سے پہلوتہی کر کے ہم قومی جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ دینی جماعتیں آج بھی اگر اپنا قبلہ درست کر کے نفاذِ اسلام کے لیے متحد ہو جائیں تو ملکی حالات بدل سکتے ہیں۔

اُنھوں نے کہا کہ امریکی حمایت کے خلاف علماء کرام کا جو فتویٰ آج آیا ہے، وہ گیارہ سال پہلے آنا چاہیے تھا۔ اللہ کے دین سے بے وفائی اور غداری ہمارا سب سے بڑا جرم ہے۔ ہم بحیثیت قوم اللہ کی ناشکری کے مرتکب ہوئے ہیں۔ جب تک ہم اپنے جرائم پر توبہ نہیں کریں گے، جن کے باعث ہم اللہ کے عذاب کی زد میں ہیں، یہ ملک اِسی طرح خطرات سے دوچار رہے گا۔ پاکستان کی نظریاتی تباہی کے ذمہ دار حکمران، دانشور اور میڈیا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ 9/11 کے بعد ہم نے امریکی حمایت کر کے ملک و دین کو بہت نقصان پہنچایا، جس کا خمیازہ ہم آج بھگت رہے ہیں۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ امریکہ افغانستان سے نکلنے کے بعد بلوچستان کو اپنا نیا ٹھکانہ بنانے کی منصوبہ بندی کر رہا

**پاکستان کو ایٹم بم ناقابل تسخیر نہیں بنا سکتا بلکہ وہ نظریہ بنا سکتا ہے جس کی بنیاد پر یہ وطن حاصل کیا گیا تھا**

ہے۔ دنیا اِس بات کی گواہ ہے کہ امریکہ افغانستان میں بدترین شکست سے دوچار ہوا ہے جبکہ مٹھی بھر اور نہتے طالبان محض اللہ کی نصرت و تائید سے کامیاب و کامران ٹھہرے ہیں۔ ہم بھی اگر اپنے اجتماعی جرائم سے سچی توبہ کر کے اللہ کے دین سے وفاداری دکھائیں تو اللہ کی مدد ضرور ہمارے شاملِ حال ہوگی اور پاکستان کے دفاع کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ خود اپنے ذمہ لے لے گا۔ ورنہ کوئی ایٹم بم بھی ہمیں نہیں بچا سکتا۔

نمازِ ظہر سے ذرا پہلے اجتماعی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔


## ضرورت رشتہ

☆ کراچی میں مقیم انصاری فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 34 سال، تعلیم ایم اے اسلامیات، دو سالہ قرآن فہمی کورس، ویب ڈیزائنر، تفسیر قرآن کے آڈیو لیکچر کی ایڈیٹنگ کرتی ہیں، شرعی پردہ کی پابند کے لئے دین دار برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0306-2605829

☆ ککے زئی فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 30 سال، قد "5'.5، سرکاری ملازمت کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-6863239
0322-3224351


## دعائے مغفرت

⊙ ہمارے جرائد ندائے خلافت، میثاق اور حکمت قرآن کے قلمی معاون اور شعبہ مطبوعات کے بزرگ رکن پروفیسر محمد یونس جنجوعہ کی بھابی انتقال کر گئیں

⊙ حلقہ کراچی جنوبی شاہ فیصل /ملیر تنظیم کے رفیق عابد پرویز چوہان کے والد رحلت فرما گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے، آمین۔ قارئین سے بھی مرحومین کے لئے دُعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَاَدْخِلْھُمَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمَا حِسَابًا یَّسِیْرًا


## فوری ضرورت ہے

ہمیں شیخوپورہ روڈ پر واقع اپنی ٹرانسفارمر فیکٹری کے لیے ایک محنتی اور دیانتدار ڈرائیور کی ضرورت ہے، جو ڈرائیونگ میں مہارت کے ساتھ ساتھ ذاتی لائسنس رکھتا ہو۔ رہائش اور مناسب مراعات دی جائیں گی۔

برائے رابطہ: محمد عاطف، ایڈمن آفیسر
موبائل: 0345-6706011

# ڈاکٹر شکیل آفریدی —— ہیرو یا غدار؟

## خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

**تجزیہ کار: سابق جسٹس نذیر احمد غازی، ایوب بیگ مرزا**

**میزبان: وسیم احمد**

**سوال:** پاکستان اور امریکہ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ایک دوسرے کے اتحادی ہیں، لیکن اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ملک ڈاکٹر شکیل آفریدی کو سول ایوارڈ سے نوازتا ہے جبکہ دوسرا ملک اُسے غدار قرار دیتا ہے۔ کیا یہ سوچ اور عمل کا واضح تضاد نہیں ہے؟

**ایوب بیگ مرزا:** دونوں ملکوں کے اتحاد کے حوالے سے میں سب سے پہلے یہ بتاتا چلوں کہ دہشت گردی کے حوالے سے امریکہ نے افغانستان میں جس جنگ کا آغاز کیا ہے، درحقیقت یہ ایک سوچی سمجھی سازش کا حصہ ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے ہمیں اس سازش کے پس منظر کو سمجھنا ہوگا۔ اس سازش کا آغاز نواز شریف کی حکومت اُلٹنے کے فوراً بعد سے ہی ہوگیا تھا۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ پاکستان میں زیادہ تر ملٹری ڈکٹیٹر شپ کا ہی دور رہا ہے۔ سول حکومتوں کے دور میں بھی وفاقی اور خارجہ سطح پر فوج ہی کو فیصلہ کن حیثیت حاصل رہی ہے۔ امریکہ خصوصاً پینٹاگون افغانستان میں جنگ کے حوالے سے کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ پینٹاگون کا خیال تھا کہ اگر پاکستان میں سول حکومت ہوئی تو امریکہ سے تعاون کے حوالے سے فوج اور سول حکومت میں کہیں اختلاف نہ پیدا ہو جائے، جب کہ حکومت اور فوج کا سربراہ ایک ہی شخص ہوگا تو امریکہ کو اپنے مطالبات منوانے میں آسانی رہے گی۔ وائٹ ہاؤس کی رائے تھی کہ نواز شریف قطعی طور پر ہماری راہ میں رکاوٹ نہیں بنے گا، لہٰذا کسی فوجی بغاوت کی ضرورت نہیں لیکن جنگ کے معاملے میں پینٹاگون کی رائے کو ترجیح دی گئی اور پاکستان پر پرویز مشرف کو مسلط کر دیا گیا۔ پرویز مشرف نے جو معاملات امریکہ سے طے کیے اس حوالہ سے اُس نے اپنے فوجی کمانڈروں کو بھی پوری طرح اعتماد میں نہ لیا۔ اگرچہ شروع شروع میں پرویز مشرف بعض ایسے اقدامات کرتا رہا جو صدفی صد امریکہ کے مفاد میں نہ تھے۔ اِس پر امریکہ اُس پر ڈبل گیم کا الزام لگاتا رہا لیکن پرویز مشرف نے جلد محسوس کر لیا کہ اُس کا اقتدار صرف اُس صورت میں قائم رہ سکتا ہے جب وہ امریکہ سے مکمل اور غیر مشروط تعاون کرے۔ لہٰذا اُس نے پاکستان کے مفادات کو شدید زک پہنچائی۔ یہ سب کچھ پرویز مشرف نے اِس لیے کیا تاکہ امریکہ اُس کو قانونی لحاظ سے ملک کا حکمران تسلیم کر لے اور جمہوریت کے حوالے سے اُس پر کسی قسم کا کوئی اندرونی اور بیرونی دباؤ نہ ڈال سکے۔ پرویز مشرف کے بعد وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ امریکہ اور پاکستان کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل ہوتی چلی گئی۔ امریکہ کی جانب سے بار بار پاکستان کو یہ طعنہ دیا جاتا رہا کہ پاکستان امریکہ کے ساتھ ڈبل گیم کھیل رہا ہے۔ بعد میں امریکہ نے جب پاکستان کو دیوار سے لگانا شروع کر دیا تو عوامی ردعمل کے ساتھ ساتھ فوج کے اندر بھی اختلافات پیدا ہونا شروع ہو گئے۔ اس عوامی اور فوجی ردعمل کو دیکھتے ہوئے عسکری قیادت نے پالیسی بدلی۔ اس کے نتیجے میں امریکہ اور پاکستان کے درمیان تلخی بڑھنا شروع ہوگئی۔ جواباً امریکہ نے پاکستان کی عسکری قیادت اور خفیہ ایجنسی ISI کو بائی پاس کر کے اُسامہ کے حوالے سے ٹاسک ایک پاکستانی ڈاکٹر شکیل آفریدی کو دیا۔ ڈاکٹر شکیل آفریدی نے امریکہ سے اس ٹاسک کے دس ہزار ڈالر لیے، جس پر پاکستان کی عسکری قیادت کے امریکہ کے ساتھ اختلافات سنگین ہو گئے۔ ہوسکتا ہے کہ پاکستان کی عسکری قیادت بھی اسامہ کی حوالگی کے سلسلے میں یہ کام خود کرنا چاہتی ہو اور ہماری عسکری قیادت کو امریکہ پر غصہ شاید اسی بات پر ہو کہ یہ کام ہم سے کیوں نہ لیا گیا۔ جھگڑا صرف اُس ذریعہ کا ہے جسے امریکہ نے اپنے مفاد کے لیے استعمال کیا ہے۔ اب ڈاکٹر شکیل آفریدی پاکستان کے لیے تو غدار بن گیا ہے البتہ امریکہ کے لیے وہ ایک ہیرو کا مقام رکھتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اُسامہ واقعی ایبٹ آباد کے اُس گھر میں مقیم تھا بھی یا نہیں کہ جہاں آپریشن ہوا ہے یا یہ سب ڈراما ہے۔ اس کے متعلق میں حتمی طور پر کچھ بھی نہیں کہہ سکتا ہوں۔ لیکن آپ دیکھیں کہ اس سارے معاملے میں فائدہ امریکہ کو ہی ہوا ہے۔ ایک طرف امریکیوں نے اپنے عوام کو اُسامہ کے معاملے میں یہ کہہ کر مطمئن کر دیا ہے کہ وہ شخص جو 9/11 کا کرتا دھرتا تھا اب ہلاک کیا جا چکا ہے۔ دوسرے اوباما نے آئندہ الیکشن کے حوالے سے عوامی حمایت بھی حاصل کی ہے۔

> **ڈاکٹر شکیل آفریدی کو یہ سزا کالعدم تنظیموں سے تعلق پر دی گئی ہے جبکہ غداری کا مقدمہ پشاور یا ایبٹ آباد کی عدالت میں چلے گا**

**سوال:** ڈاکٹر شکیل آفریدی پشاور میں تعینات ایک سرکاری ڈاکٹر ہے۔ لیکن اُس نے پولیو ویکسینیشن مہم ایبٹ آباد میں چلائی۔ یہ دونوں علاقے (Settled Area) کہلاتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ڈاکٹر شکیل آفریدی کے خلاف مقدمہ F.C.R کے تحت درج کیا گیا ہے، اور اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ نے اسے سزا دی ہے۔ آپ کے خیال میں کیا اس طرح انصاف اور قانون کے تقاضے پورے ہوئے ہیں؟

**جسٹس نذیر احمد غازی:** درحقیقت ڈاکٹر شکیل آفریدی کیس کے حوالے سے میڈیا میں جو بحث چل رہی ہے وہ کم علمی کی وجہ سے ہے۔ ڈاکٹر شکیل آفریدی کو سزا لشکر اسلام اور دوسرے کالعدم انتہا پسند گروپوں سے تعلق کی بنا پر ہوئی ہے۔ شواہد کے مطابق ڈاکٹر شکیل آفریدی ان کالعدم تنظیموں کا سرگرم کارکن تھا۔ اسی طرح منگل باغ وغیرہ سے بھی اس کے تعلقات تھے۔ لہٰذا اس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ڈبل گیم کرتا رہا۔ یعنی ایک ہی وقت میں یہ C.I.A کا ایجنٹ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کالعدم تنظیموں کے ساتھ بھی قریبی روابط رکھتا تھا۔ چونکہ وہ کالعدم تنظیمیں اُن سرحدی علاقوں میں کام کر رہی تھیں جہاں F.C.R لاگو ہے، لہٰذا اُسی قانون کے تحت اس پر مقدمہ چلا اور اسے سزا سنائی گئی جبکہ ایبٹ آباد آپریشن کے حوالے سے پولیٹیکل ایجنٹ نے یہ لکھا ہے کہ اس حوالے سے اس پر مقدمہ پشاور یا ایبٹ آباد کی عدالت میں چلے گا۔ ایبٹ آباد کمیشن نے شواہد کی بنیاد پر یہ کہا ہے کہ ڈاکٹر شکیل آفریدی پر غداری کے تحت بھی مقدمہ چلانا چاہیے۔ غداری کا

مقدمہ تو ابھی پشاور یا ایبٹ آباد کی عدالت میں چلے گا۔لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ جو شخص بھی ہمارے ملک اور اُس کی بقا کے خلاف کام کرتا ہے وہ امریکہ کا ہیرو بن جاتا ہے۔کیونکہ مغرب بنیادی طور پر اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے اور پاکستان کے خلاف جو اسلامی دُنیا کا واحد ایٹمی ملک ہے، مغرب کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ اندر سے ہی آستین کے سانپ تلاش کیے جائیں جو پاکستان کے خلاف کام کرسکیں۔

**سوال:** پاکستان اور امریکہ کے نیٹو سپلائی بحال کرنے کے حوالے سے جو حالیہ مذاکرات ہورہے تھے، عین وسط میں عدالت کی جانب سے ڈاکٹر شکیل آفریدی کو سزا سنادی گئی ہے۔کیا اِس طرح سے پاک امریکہ تعلقات مزید خراب نہیں ہوں گے؟

**مرزا ایوب بیگ:** اصل بات مغرب کی اسلام دشمنی ہے۔مغرب کا آقا اس وقت امریکہ ہے۔ہم اسلامی دُنیا میں واحد ایٹمی طاقت ہیں، لہٰذا اسرائیل کے لیے ہم بہت بڑا خطرہ ہیں۔یہ طے ہے کہ جو ملک اسرائیل کے لیے خطرہ بنے گا وہ درحقیقت امریکہ کے لیے خطرہ بنے گا۔خود امریکیوں کو امریکہ کی سلامتی کی اتنی فکر نہیں ہے جتنی کہ اسرائیل کی فکر ہے۔اگرچہ عملی طور پر پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست نہیں ہے لیکن یہ بنیادی طور پر ایک اسلامی نظریاتی ملک ہے۔اسی لیے امریکہ کو پاکستان کے ایٹمی اسلامی ملک ہونے کے ساتھ ساتھ سب سے بڑا خطرہ پاکستان کی اسلامی نظریاتی بنیاد سے ہے۔بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں امریکہ کو پاکستان کا ایٹمی ملک ہونے سے اتنا خطرہ نہیں ہے جتنا پاکستان کے نظریاتی ملک ہونے سے ہے۔لہٰذا امریکہ ہمیشہ اس کوشش میں رہتا ہے کہ پاکستان کے لیے کوئی نہ کوئی مسئلہ کھڑا کرے، تاکہ خدانخواستہ ملک کا وجود ختم ہوجائے۔ہماری اس ایٹمی طاقت کی بنا پر ہی بھارت آج تک ہم پر حملہ نہیں کرسکا ہے۔اور پاکستان کی ایٹمی قوت کو ختم کرنا بھی گویا پاکستان کو ختم کرنے کے مترادف ہے۔اس لیے امریکہ کا ایک ہدف پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کا خاتمہ ہے۔لیکن میڈیا پر بیٹھا ہمارا سیکولر طبقہ امریکہ کو گہرا دوست ثابت کرنے پر تلا ہے۔یہ وہی طبقہ ہے کہ جب افغانستان پر روس قابض تھا تو وہ امریکہ کو برا بھلا کہتا تھا اور آج امریکہ افغانستان میں ہے تو یہی طبقہ امریکہ سے اپنی وفاداری کا دم بھر رہا ہے۔درحقیقت ہمارا سیکولر طبقہ ہر اسلام دشمن تحریک کی حمایت کرتا ہے۔

**سوال:** ڈاکٹر شکیل آفریدی کیس کے حوالے سے انسانی حقوق کمیشن آف پاکستان کا کہنا ہے کہ انصاف اور قانون کے تقاضے پورے نہیں ہوئے۔کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹر شکیل آفریدی کو بحیثیت انسان، پھر مسلمان اور ایک پاکستانی شہری ہونے کے ناتے یہ حق حاصل ہے کہ وہ اعلیٰ عدالتوں کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرے اور انصاف حاصل کرے؟

**جسٹس نذیر احمد غازی:** اس بات کے درحقیقت دو پہلو ہیں۔ایک پہلو وہ جس کے تحت ڈاکٹر شکیل آفریدی نے فرنٹیئر میں جو جرم کیا ہے وہاں اُس علاقہ کے قانون کے تحت اُس کے مقدمہ کا ٹرائل ہوگا۔جس کے تحت اُسے اپیل کا حق بھی حاصل ہے۔لہٰذا وہ وکیلوں کی ایک ٹیم بھی تشکیل دے رہا ہے۔دوسرا پہلو وہ ہے جس کے تحت اس پر پشاور یا اسلام آباد کی عدالت میں ایبٹ آباد والے واقعہ کے حوالے سے غداری کا مقدمہ چلے گا۔ 295-C کے تحت جو شخص پاکستان کی حدود میں جرم کرے گا اُس کا مقدمہ لازمی طور پر پاکستان میں ہی چلے گا۔لہٰذا امریکہ کو پاکستان کے قانون کا احترام کرنا چاہیے۔امریکہ نمک خواروں نے ڈاکٹر شکیل آفریدی کے حق میں شور مچانا شروع کر دیا ہے۔جبکہ امریکہ میں ڈاکٹر شکیل کو سول ایوارڈوں سے نوازا جارہا ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کے ساتھ یہ ظلم عظیم ہے۔آپ دیکھیں کہ امریکہ، برطانیہ یا اسرائیل میں حکومتوں کے خلاف باتیں تو ہوتی ہیں لیکن ملک کے خلاف کوئی زبان درازی نہیں کرسکتا ہے۔ اللہ کرے کہ اس ملک کو بھی باکردار اور باضمیر اعلیٰ قیادت نصیب ہوجائے۔

**سوال:** کہا جاتا ہے کہ القاعدہ کو امریکہ سمیت تمام دُنیا بشمول پاکستان ایک دہشت گرد تنظیم تسلیم کرتی ہے۔لہٰذا اُسامہ بن لادن کے حوالے سے اگر ڈاکٹر شکیل آفریدی نے اس سلسلے میں امریکہ کی کوئی مدد کی ہے تو وہ تمام انسانیت کی بھلائی کے لیے ہی کی ہے۔آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔کیا ڈاکٹر شکیل آفریدی پر غداری کا الزام لگانا غلط ہے؟

> **امریکہ کی نظر میں ڈاکٹر شکیل آفریدی ریمنڈ ڈیوس سے زیادہ اہم ہے، کیونکہ اگر امریکہ ڈاکٹر شکیل آفریدی کو آج پاکستان کی جیل سے آزاد نہیں کروائے گا تو پاکستان میں موجود کوئی امریکی ایجنٹ ایسا گھناؤنا عمل کرنے سے پہلے آئندہ کئی بار سوچے گا**

اور انسانی حقوق کی تنظیمیں ویسے تو بڑی بڑی باتیں کرتی ہیں لیکن کیا انھیں گوانتا موبے کے قیدیوں کے ساتھ ہونے والا انسانیت سوز سلوک نظر نہیں آتا۔جن لوگوں کے خلاف آج تک کوئی جرم بھی ثابت نہیں ہوسکا ہے اُن کے ساتھ گوانتا ناموبے میں انتہائی بدترین سلوک روا رکھا جارہا ہے۔اُن بے گناہ لوگوں کے لیے نہ تو وہاں کوئی وکیل ہے اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی قانونی مدد انھیں حاصل ہے۔ہماری یہ بدنصیبی ہے کہ نہ صرف حکومتی ارکان بلکہ عام سیاسی پارٹیوں کے لیڈران بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تو ناراض کرسکتے ہیں، مگر امریکہ کو ہرگز ناراض نہیں کرسکتے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج ہم اپنے ملک میں بدترین حالات سے دوچار ہیں۔حکومت کو تو پہلے دِن ہی سے یہ چاہیے تھا کہ ڈاکٹر شکیل آفریدی کے حوالے سے تمام دُنیا کو یہ باور کرواتی کہ اس شخص کو اس کے فلاں جرم کی پاداش میں سزا ہوئی ہے جب کہ اس پر غداری کا مقدمہ بعد میں چلایا جائے گا، اور ہماری وزارتِ خارجہ بھی اس ضمن میں اپنا کردار ادا کرتی۔تاکہ دُنیا کو صحیح صورت حال کا علم ہوتا۔لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں اس کے بالکل برعکس صورتِ حال ہوئی ہے۔آپ دیکھیں کہ ابھی غداری کا مقدمہ چلا ہی نہیں ہے، پہلے ہی سے میڈیا پر امریکہ کے

**مرزا ایوب بیگ:** اگر کچھ عرصہ سے اسامہ کو (Most Wanted) کہا جارہا تھا تو وہ ماضی میں مغرب کا Most Favourite تھا۔بلکہ امریکہ اور (اُسامہ بن لادن کی کسی زمانے میں بڑی قربت تھی۔پھر جب امریکہ نے عراق کے خلاف جنگ میں سعودی عرب میں اپنی فوجیں اتاریں تو اُسامہ یکایک نہ صرف امریکہ بلکہ سعودی حکومت کے بھی خلاف ہوگیا کہ کوئی غیر ملکی ہمارے ملک میں فوجیں کیسے اُتار سکتا ہے۔امریکہ تیل سے مالا مال خطہ عرب پر اپنا مکمل کنٹرول قائم کرنا چاہتا تھا۔ اُسامہ کے موقف کی وجہ سے امریکہ کے منصوبے میں رکاوٹ پیدا ہورہی تھی۔یوں اُسامہ اور امریکہ کی دشمنی کا آغاز ہوا۔پھر اُسامہ سوڈان اور یمن چلا گیا مگر امریکہ نے ہر جگہ اُس کا پیچھا کیا۔آپ یہ دیکھیں کہ امریکہ نے اپنی ڈبل گیم کے تحت اُسامہ کو فوراً گرفتار نہیں کیا، بلکہ اُسامہ کی افغانستان میں موجودگی کو حملے کا جواز بنایا، کیونکہ اُسامہ کی آڑ میں امریکہ پاکستان پر بھی مکمل کنٹرول حاصل کرنا چاہتا تھا۔لہٰذا اُسامہ کو ایک دہشت گرد کی صورت میں پیش کرنا پڑا۔یہ سارا امریکی اور مغربی میڈیا کا کمال ہے۔بلکہ کہنے والے تو یہاں تک کہتے ہیں کہ شروع شروع میں جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا تب القاعدہ ایک تنظیم کی بجائے

پڑا۔ یہ سارا امریکی اور مغربی میڈیا کا کمال ہے۔ بلکہ کہنے والے تو یہاں تک کہتے ہیں کہ شروع شروع میں جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا تب القاعدہ ایک تنظیم کی بجائے ایک کیمپ کا نام تھا اور اس کے تمام معاملات امریکہ نے خود طے کیے تھے تاکہ آئندہ آنے والے وقتوں میں امریکہ اسے اپنے مقصد کے لیے استعمال کر سکے۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ امریکہ میں صرف دفاعی صنعت ہی ہے جسے عروج حاصل ہے۔ لہٰذا پوری دُنیا میں اگر امریکہ اپنا دشمن خود نہیں ڈھونڈے گا تو پھر کیسے وہ اپنی دفاعی صنعت سے مال کما سکتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ جب بھی بھارت اور پاکستان دوستی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں تو فوراً بمبئی حادثہ ہو جاتا ہے یا کبھی گارگل والی صورتِ حال پیدا ہو جاتی ہے۔ امریکہ اور پاکستان کے درمیان اتحادی ہونے کے باوجود کئی معاملات میں شدید اختلافات بھی پائے جاتے ہیں۔ اس لیے کہ ہر ملک کی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں۔ اگرچہ اسامہ امریکہ کے لیے خطرہ بن چکا تھا، لیکن آپ کو کوئی ایک بھی کارروائی پاکستان میں ایسی نہیں ملے گی جس میں اُسامہ ملوث پایا گیا ہو۔

**سوال:** آپ یہ بتائیں کہ اسلام میں ایک غدار کی سزا کیا ہے؟

**جسٹس نذیر احمد غازی:** اسلام کی نظر میں اور تعزیرات پاکستان کے تحت ایک غدار کی سزا موت ہے۔ لیکن ڈاکٹر شکیل آفریدی کو فی الحال ایک کالعدم تنظیم لشکر اسلام کے ساتھ تعلق کی بنا پر 33 سال قید کی سزا دی گئی ہے۔ ڈاکٹر شکیل آفریدی پر غداری کا مقدمہ ابھی ایبٹ آباد یا پشاور کورٹ میں چلنا ہے، جس کے تحت غداری ثابت ہونے پر اُسے لازماً سزائے موت ہو گی۔ اگر پاکستان میں اسلامی حکومت ہوتی تو جرم ثابت ہونے پر غدار شکیل آفریدی کو کب کی سزائے موت ہو جاتی۔

**سوال:** ڈاکٹر شکیل آفریدی کو پشاور سینٹرل جیل سے کسی نامعلوم مقام پر منتقل کیے جانے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ آپ یہ بتائیں کیا ہماری حکومت یا سیکیورٹی ایجنسیوں کو یہ خدشہ ہے کہ ڈاکٹر شکیل آفریدی کو بھی ریمنڈ ڈیوس کی طرح امریکہ کہیں چھڑوا کر نہ لے جائے۔ لہٰذا اسے کسی نامعلوم مقام پر فوراً منتقل کیا جانا چاہیے اور کیا ڈاکٹر شکیل آفریدی امریکہ کے لیے ریمنڈ ڈیوس کی طرح خاص اہمیت کا حامل شخص ہے؟

**جسٹس نذیر احمد غازی:** امریکہ کے لیے ہر وہ شخص خاص ہے جو پاکستان اور اسلام کا غدار ہے۔ یہ بات طے ہے جیسا کہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہود و نصاریٰ کبھی بھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے لیے ہم مسلمان اپنا سب کچھ بھی قربان کر دیں تب بھی یہ ہمارے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ اب اگر موجودہ صورتِ حال کو ملاحظہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ ہمارے ملک کی نام نہاد N.G.Os جو امریکہ کے ہر وقت تلوے چاٹنے کے لیے بے تاب رہتی ہیں، وہ اب اس کوشش میں لگی ہوئی ہیں کہ ڈاکٹر شکیل آفریدی کی فیملی کو امریکہ میں پناہ دی جائے۔ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ ایک دن جب ہم سو کر اُٹھیں گے تو میڈیا کے ذریعے ہمیں ایسی خبریں ملیں گی کہ ڈاکٹر شکیل آفریدی کو راتوں رات امریکہ روانہ کر دیا گیا ہے یا پھر وہ جیل توڑ کر فرار ہو گیا ہے۔ امریکہ کی نظر میں ڈاکٹر شکیل آفریدی دراصل ریمنڈ ڈیوس سے بھی زیادہ اہم ہے، کیونکہ اگر امریکہ ڈاکٹر شکیل آفریدی کو آج پاکستان کی جیل سے آزاد نہیں کروائے گا تو پاکستان میں موجود اس ملک کے غدار اور امریکہ کے وفادار آئندہ امریکہ کے حق میں کوئی بھی کام کرنے سے پہلے یہ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ اگر امریکہ نے ہماری عین وقت پر مدد نہ کی تو ہمارا انجام بھی انتہائی بھیانک ہو سکتا ہے۔ لہٰذا امریکہ یہ کبھی نہیں چاہے گا کہ اس حوالے سے اس کا تاثر پاکستان میں خراب ہو۔ اگر ڈاکٹر شکیل آفریدی کو پھانسی کی سزا ہوتی ہے تو ان شاء اللہ آئندہ کوئی بھی شخص ایسا گھناؤنا عمل کرنے سے پہلے کئی بار سوچے گا۔

**اسلام اور پاکستانی قانون کے تحت غدار کی سزا موت ہے**

(مرتب: محمد بدر الرحمٰن)

☆☆☆

قارئین اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر خلافت فورم کے عنوان سے اور Youtube.com/khilfatforum پر دیکھی جا سکتی ہے۔


تاریخ ارض وسماء کا انتہائی محیّر العقول واقعہ

معراج النبی ﷺ

قرآن وحدیث کی روشنی میں

از ﴿ڈاکٹر اسرار احمد﴾

کتاب کے اہم مباحث

- واقعہ معراج کی حقیقت واہمیت
- سفر معراج کی غرض وغایت
- روایاتِ معراج میں اختلاف کی حقیقت
- سفر معراج کی عقلی وسائنسی توجیہہ
- عبدیت ورسالت میں فرق مراتب
- معراج اور رویت باری تعالیٰ
- مشاہداتِ معراج
- امت کے لیے معراج کے تحفے

48 صفحات پر مشتمل ایک مختصر اور جامع کتاب

اشاعت خاص: دیدہ زیب 4 کلر ٹائٹل اور دبیز بک پیپر — 35 روپے

اشاعت عام: سنگل کلر ٹائٹل اور نیوز پیپر ———— 20 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور: 36' کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 03-042-35869501

# حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

تحریر: فرقان دانش

## نسب اور خاندان:

نام سعد اور کنیت ابو اسحاق تھی۔ آپؓ کے والد کا نام مالک تھا، جن کی کنیت ابو وقاص تھی۔ آپؓ کے والد نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل وفات پا گئے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قریش کی معزز شاخ بنو زُہرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ نسب پانچویں پشت میں کلاب پر رسول اکرم ﷺ کے نسب سے جا ملتا ہے۔ رشتے میں آپؓ نبی اکرم ﷺ کے ماموں زاد تھے۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے سعد رضی اللہ عنہ ہجرت نبویؐ سے تیس برس قبل مکہ میں پیدا ہوئے۔ ''وقاص'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا لقب تھا، جس کی نسبت سے آپؓ کے والد ابو وقاص کہلائے۔

## قبول اسلام اور عزم و استقلال:

بالغ مردوں میں اسلام لانے والوں میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا نمبر تیسرا تھا۔ جس دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، اس روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ اس وقت ان کی عمر صرف 17 یا 19 برس تھی۔ اپنی استقامت اور قربانیوں کے نتیجہ میں آپؓ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ایک ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کی خبر جب ان کی ماں حمنہ کو ہوئی تو انہوں نے کھانا پینا ترک کر دیا۔ وہ اپنی ماں کے بہت لاڈلے تھے۔ لہٰذا اپنی ماں کو اس حال میں دیکھنا ان کے لیے بہت تکلیف دہ تھا، لیکن ماں کی محبت بھی آپؓ کو ایمان سے باز نہ رکھ سکی۔ ایک رائے کے مطابق آپؓ ہی کی شان میں سورۂ لقمان کی یہ آیات نازل ہوئیں:

> ''اور ہم نے انسان کو جسے اس کی ماں تکلیف پر تکلیف سہہ کر پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے (پھر اس کو دودھ پلاتی ہے) اور (آخر کار) دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہوتا ہے، اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے کہ میرا بھی شکر کرتا رہ اور اپنے ماں باپ کا بھی (کہ تم کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ ہاں دنیا (کے کاموں) میں اُن کا اچھی طرح ساتھ دینا اور جو شخص میری طرف رجوع کرے اس کے رستے پر چلنا پھر تم کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ تو جو کام تم کرتے رہے ہو میں سب سے تم کو آگاہ کروں گا۔''

ان کی والدہ کئی دن تک بھوکی پیاسی رہیں تو ضعیفی کے باعث حالت غیر ہو گئی۔ لہٰذا گھر والوں نے زبردستی پانی پلایا لیکن وہ اپنے بیٹے سے راضی نہ ہوئیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ماں سے کہا کہ بے شک میں تجھ سے شدید محبت رکھتا ہوں لیکن اللہ اور رسول ﷺ کی محبت تیری محبت سے زیادہ ہے۔ اللہ کی قسم! اگر تیری ہزار جانیں ہوں اور وہ سب ایک ایک کر کے تیرے اندر سے نکل جائیں تب بھی اپنے دین کو نہیں چھوڑ سکتا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میری ماں نے میرے استقلال کو دیکھا تو وہ اپنی ضد سے باز آ گئی اور کھانے پر مجبور ہو گئی۔

ماں کی ناراضی کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام کے بعد کوئی ایسی سختی اور مصیبت نہ تھی جو مشرکین کے ہاتھوں نہ جھیلی ہو۔ ہجرت سے قبل نبی اکرم ﷺ کی رفاقت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ رضاکارانہ طور پر شعب ابی طالب کی گھاٹی میں بھی محصور رہے اور تین سال تک سب کے ساتھ ہولناک مصائب برداشت کرتے رہے۔ جب مکہ میں کفار کا ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا تو رسول اکرم ﷺ کی طرف سے ہجرت مدینہ کا اِذن ملنے پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور اُن کے نوعمر بھائی حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص نے مکہ چھوڑ دیا اور مدینہ میں اپنے کافر بھائی عتبہ کے پاس قیام کیا۔ عتبہ بن ابی وقاص نے جنگ بعاث سے قبل مکہ میں ایک شخص کو قتل کر دیا تھا اور قصاص کے خوف سے مدینہ میں پناہ گزین تھا۔ عتبہ کو اسلام لانے کی توفیق نہ ہوئی تھی۔

## سرایا میں شرکت:

غزوۂ بدر سے قبل نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں اصحابؓ کی مناسب جماعت تیار ہونے کے بعد مشرکین مکہ کے خلاف اقدام کے طور پر کئی مہمات روانہ کیں۔ ان سرایا میں سے تین میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو شرکت کا موقع ملا، جبکہ ان کے علاوہ انہیں ایک سریہ کی قیادت کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

## غزوۂ بدر میں شرکت:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی عمیر رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص جن کی عمر 16 سال تھی، وہ بھی غزوۂ بدر کے لیے ساتھ جانا چاہتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے کم عمری کی وجہ سے اجازت نہ دی تو رونے لگے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے جذبہ اخلاص کے پیش نظر نہ صرف انہیں شرکت کی اجازت دی بلکہ اپنے دست مبارک سے ان کی کمر پر تلوار باندھی۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اسی غزوہ میں شہید ہوئے۔ اس غزوہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے اور قریش کے نامی بہادر سعید بن عاص کو خاک و خون میں لوٹا دیا اور اس کی مشہور تلوار ''ذوالکتیفہ'' قبضے میں لے کر نبی اکرم ﷺ کو دی۔ دوران غزوہ مال غنیمت کی آیات نازل ہوتے ہی آپؐ نے یہ تلوار سعد رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

## غزوۂ اُحد میں شرکت:

غزوۂ اُحد سے ایک روز قبل حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے طے کیا کہ آؤ ہم اللہ سے اپنی اپنی دعا مانگیں اور ایک دوسرے کی دعا پر آمین کہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی: ''اے زمین و آسمان کے مالک! کل کسی نہایت تند اور شجاع دشمن سے میرا مقابلہ ہو اور میں اُسے تیری راہ میں قتل کروں''۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے آمین کہا اور خود دعا مانگی: ''اے بارالٰہا میرا ایک غضب ناک اور بہادر مقابل سے سامنا ہو۔ میں اس سے خوب لڑوں۔ بالآخر وہ مجھے قتل کر دے اور دشمن میرے ناک کان کاٹ ڈالے، تاکہ بروز قیامت میں عرض کروں کہ اے رب میں نے یہ سب تیرے لیے اور تیری راہ میں قربان کر دیا۔ اگلے دن میدانِ جنگ میں ایسا ہی ہوا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کفار

کی صفیں چیرتے ہوئے مشرکین کے ایک نامور بہادر طلحہ بن ابی طلحہ کے مقابل جا پہنچے اور اُسے تاک کر ایسا تیر مارا کہ وہ مر گیا۔ دوسری طرف عبداللہ بن جحش ؓ بھی مشرکین کی صفیں الٹتے رہے۔ آخر ایک مشرک ابوالحکم بن اخنس ثقفی کے ہاتھوں مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ کفار نے ان کے ناک اور کان کاٹ کر دھاگے میں پرو کر ہوا میں لہرائے۔ یہ دیکھ کر حضرت سعد ؓ کی زبان سے بے اختیار نکلا: ''خدا کی قسم! عبداللہ کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔''

غزوۂ اُحد میں جب مسلمانوں کی ایک جماعت کی اجتہادی غلطی سے فتح شکست میں بدل گئی تو لشکر اسلام میں بھگدڑ مچ گئی۔ حضرت سعد ؓ ایک زبردست تیرانداز تھے۔ جب حضور ﷺ پر کفار کا نرغہ ہوا تو ان چودہ اصحابؓ میں حضرت سعد ؓ بھی شامل تھے جنھوں نے نبی اکرم ﷺ کے گرد حصار بنا رکھا تھا۔ حضرت سعد ؓ آپؐ کے پہلو میں تھے اور نبی اکرم ﷺ ان کو اپنے ترکش سے تیر دیتے جاتے اور فرماتے تھے ''اے سعد تیر چلا، میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں''۔ حضرت علی مرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سعد ؓ کے سوا کسی اور کے حق میں ''فداک ابی و اُمّی'' کے الفاظ سرور کائنات ﷺ کی زبان مبارک سے نہیں سنے۔

**دیگر غزوات و مہمات:**

مؤرخین نے بدر اور اُحد کے بعد احزاب، خیبر، فتح مکہ، حنین، طائف اور تبوک کے غزوات میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت سعد ؓ کی شرکت کا ذکر کیا ہے۔ آپؓ بیعتِ رضوان میں بھی شریک تھے۔

**جنگ قادسیہ:**

رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت روم اور ایران کی قدیم اور عظیم الشان سلطنتیں عرب کے پڑوس میں تھیں۔ رومی سلطنت کے فرمانروا قیصر اور ایران کے حاکموں کا لقب کسریٰ تھا۔ اس زمانہ میں کوئی طاقت ان سے ٹکر لینے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ نبی اکرم ﷺ کے تربیت یافتہ مٹھی بھر فرزندان توحید قلت سازوسامان کے ساتھ ان سلطنتوں سے نبردآزما ہوئے اور قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیے۔ حضرت سعد بن وقاص ؓ کے کارناموں کا زیادہ تر تعلق سلطنت ایران سے ہے۔ خلیج فارس، بحیرۂ روم، بحیرۂ اسود، بحیرۂ کیسپین، افغانستان، کشمیر، تبت وغیرہ سب ایرانی سلطنت میں شامل تھے۔ عہد نبوی ﷺ کے ابتدائی زمانے میں روم و ایران میں ایک خوفناک جنگ چھڑ گئی تھی۔ مشرکین مکہ ایران سے ہمدردی رکھتے تھے اور مسلمان روم کے متعلق ہمدردانہ جذبات رکھتے تھے۔ پہلے مرحلے میں ایران کو فتح ہوئی۔ مسلمانوں کو ملال ہوا، تاہم قرآن میں جلد ہی روم کے غلبے کی خبر دی گئی۔ اس پیشین گوئی کے مطابق چند سالوں میں قیصر روم نے ایران کو زبردست شکست سے دوچار کیا۔ کسریٰ حاکم ایران ''خسرو پرویز'' نے ہی نبی اکرم ﷺ کا دعوت نامہ چاک کیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد چند دنوں کے اندر اس کے بیٹے شیرویہ نے خسرو پرویز کو قتل کر ڈالا اور ایران کی سلطنت مختلف ٹکڑوں میں بٹ گئی۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے دور خلافت میں ایران کے خلاف باقاعدہ جہاد کا آغاز ہوا۔ ایران کے مختلف علاقوں سے محاذ آرائی کا سلسلہ بہت طویل ہے، جو حضرت عمر فاروق ؓ کے دور تک چلتا رہا۔ معرکۂ ایران سے قبل خلافت اسلامی کو شام و عراق میں جنگی معرکے درپیش تھے۔ حضرت عمر فاروق ؓ کے دور میں عراق کی مہم کے لیے سالار فوج کے تقرر کا مسئلہ درپیش ہوا تو سعد بن ابی وقاص ؓ کا نام سامنے آیا، جسے حضرت عمر فاروق ؓ نے منظور فرمایا۔ اس فوج میں چھ سو کے قریب صحابہ کرامؓ تھے جن میں ستر بدری اور تین سو بیعت رضوان والے صحابہؓ تھے۔ جبکہ صحابہؓ کی اولاد میں سے سات سو کے قریب حضرات شامل تھے۔

حضرت سعدؓ نے امیر المومنین کی ہدایت پر مدینہ سے نکل کر پہلا پڑاؤ قادسیہ میں ڈالا۔ قادسیہ ایک سرسبز مقام اور گویا ایران کا دروازہ تھا۔ مسلمانوں سے مقابلہ کے لیے بادشاہ یزدگرد نے رستم کو ایک لاکھ فوج دے کر بھیجا۔ اس صورتحال کی امیر المومنین کو خبر دی گئی تو انہوں نے لکھا کہ ''تم ایرانی فوج کی تعداد اور سازوسامان کی فراوانی سے نہ گھبراؤ، کارسازِ حقیقی پر بھروسا رکھو، اور شاہ ایران کے پاس چند ذی رائے افراد کو سفیر بنا کر بھیجو اور اسے اسلام کی دعوت دو۔''

حضرت سعد ؓ نے 14 صحابہؓ پر مشتمل افراد کی سفارت شاہ ایران کی طرف بھیجی۔ یہ تمام حضرات وجاہت، شجاعت اور تقریر و گفتگو میں اپنی مثال آپ تھے۔ یہ لوگ عرب کے سادہ روایتی لباس میں ملبوس، گھوڑوں کی ننگی پیٹھوں پر سوار ہو کر شاہ ایران سے ملنے مدائن روانہ ہوئے۔ ان کو اس حال میں دیکھ کر وہاں سب حیران ہوئے کہ یہ لوگ کس سادہ حلیے میں اپنی قوم کی نمائندگی کرنے آئے ہیں۔ مسلمان سفیر بڑی بے نیازی سے دربار میں داخل ہوئے۔ ایک ترجمان کے ذریعے گفتگو کا آغاز ہوا۔ یزدگرد نے پوچھا ''تم لوگ فارس پر کیوں حملہ آور ہوئے ہو؟'۔ وفد کے امیر حضرت نعمان ؓ نے جواب دیا: ''ہم تمہارے پاس نبی اکرم ﷺ کے دین کی دعوت لے کر آئے ہیں۔ اگر تم شرک ترک کر دو اور اللہ کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر ایمان لے آؤ تو ہمارا تمہارے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں، ہم کتاب اللہ تمہارے درمیان چھوڑ کر واپس چلے جائیں گے، اگر یہ منظور نہیں تو جزیہ دینا قبول کرو۔ وگرنہ تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی''۔ یزدگرد کو اس جواب پر سخت غصہ آیا اور بولا: ''تم دراصل اپنی بھوک ننگ مٹانے کے لیے آئے ہو، لیکن تمہیں ذلت اور نامرادی کی موت کے سوا کچھ نہ ملے گا۔''

اب حضرت قیس ؓ بن زرارہ آگے بڑھے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ یزدگرد کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور چلا کر کہا: ''اگر ایلچیوں کو قتل کرنا جائز ہوتا تو تم زندہ نہ ہوتے''۔ اس کے بعد اس نے خاک اور ڈھول منگا کر ان کے سامنے پھینک دی کہ تمہارے حصے اس کے سوا کچھ نہ آئے گا۔ حضرت عاصم ؓ بن عمر (بروایت دیگر حضرت عمرو ؓ بن معدیکرب) نے مٹی اپنی چادر میں ڈال لی اور واپس آ کر حضرت سعد ؓ کو مبارک باد دی کہ دشمن نے خود اپنی زمین ہمیں دے دی، ان شاء اللہ ہم ضرور زمین فارس پر قابض ہوں گے۔

(جاری ہے)

## معمارِ پاکستان نے فرمایا:

''میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات کا واحد ذریعہ اس سنہری اصولوں والے ''ضابطۂ حیات'' پر عمل کرنا ہے جو ہمارے عظیم واضع قانون پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمارے لیے قائم کر رکھا ہے۔ ہمیں اپنی جمہوریت کی بنیادیں سچے اسلامی اصولوں اور تصورات پر رکھنی ہیں۔ اسلام کا سبق یہ ہے: ''مملکت کے امور و مسائل کے بارے میں فیصلے باہمی بحث و تمحیص اور مشوروں سے کیا کرو۔''

(14 فروری 1948ء)

# ماؤں کا عالمی دن اور

# آج کی مسلمان خاتون

بنت اسرار احمد

گزشتہ دنوں Mother Day بڑے زور و شور سے منایا گیا۔ والدین خصوصاً ماں کا اسلام میں کیا مقام ہے، اس پر ایک مضمون تو کیا پوری کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ قرآن و حدیث میں سے صرف چند مقامات کا حوالہ دوں گی، تاکہ آپ والدین کی فضیلت میری زبان یا قلم کی بجائے خالق حقیقی اور رحمۃ للعالمین ﷺ کے فرمودات کی زبانی سنیں اور روشن ستاروں کی قدر کریں۔

سورۂ بنی اسرائیل میں والدین کے حوالے سے اہم تعلیمات یہ ہیں: (1) والدین کے ساتھ احسان کرو۔ (یعنی چوٹی کا جو حسنِ سلوک یا نیکی تم کر سکتے ہو اُس میں صف اوّل پر والدین ہیں۔) (2) اُن کے بڑھاپے میں پہنچ جانے پر بھی اُن کو اُف تک نہ کہو اور نہ اُن کو جھڑکو (یعنی سخت آواز سے نہ بولو)۔ (3) اُن کے ساتھ ہمیشہ نرم آواز سے بات کرو۔ (4) اُن کے سامنے اپنے کندھے عاجزی سے جھکا کر رکھا کرو۔ (جیسے اپنی اولاد کے آگے ہم بچھ جاتے ہیں، اُن کی فرمائشیں پوری کرتے ہیں، اُن کے ناز نخرے اُٹھاتے ہیں، اُن کے لیے راتوں کو جاگتے ہیں، بیماری میں ان کو لیے لیے پھرتے ہیں)۔ (5) اور ان کے لیے دعا کرتے رہا کرو کہ اے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انھوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

اگر ہم یہ سب نہیں کر سکتے تو خالی خولی باتیں، چکنی چپڑی گفتگو جتنی مرضی کر لیں، حقیقت میں ہم اُن کے حقوق سے غافل ہیں، ہمیں اُن کی ضروریات کا کچھ بھی خیال نہیں ہے۔ اگر ہم دوسرے لوگوں میں انفاق کر کے داد وصول کر لیتے ہیں لیکن اپنے والدین کو نہیں دیتے تو ہم نہ صرف والدین کی دعائیں نہیں لے سکتے بلکہ اللہ کی نافرمانی کر کے خود بھی خوش نہیں رہ سکتے۔ والدین کی معروف میں نافرمانی گناہ کبیرہ ہے (افسوس کہ آج اولاد اپنے والدین کی بے انتہا نافرمان ہے) صرف ایک استثنا ہے جس میں والدین کی اطاعت نہیں ہے، وہ یہ کہ ''اگر والدین تمہیں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کا کہیں تو ان کا کہا نہ مانو۔'' (یعنی اگر وہ غیر اللہ کا حکم ماننے یا اُن کی بندگی کا کہیں، یا خود اللہ کی بندگی میں حائل ہوں تو ان کا کہا نہ مانو)۔ (لقمان:15)

حدیث مبارکہ ہے کہ: ''جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اولاد اگر حکم الٰہی کے مطابق اپنے والدین کی فرماں بردار و رخدمت گزار ہے تو وہ عبادت کر رہی ہے اور جنت کما رہی ہے۔ نبی پاک ﷺ نے حج جیسی عبادت پر بھی (اگر نفلی ہے تو) والدین کی خدمت کو فائق قرار دیا ہے۔ پیسے خرچ کیے بغیر جنت حاصل کرنے کا ٹکٹ والدین ہیں۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ والدین خود چاہے کیسے بھی ہوں، مشرک، فاسق، فاجر ہوں، پھر بھی جنت میں جائیں گے۔ ایسا نہیں ہے، ایسی صورت میں والدین کے سامنے ادب واحترام سے حق بیان کرنا اور اُن کو برائی سے احسن طریقے سے روکنا اولاد کا فرض ہے۔ وہ اگر نہیں مانتے تو اولاد اُن کو جبراً ہدایت کی طرف نہیں لاسکتی۔ ہاں اُن کے حق میں دعا لازمی قرار دی گئی ہے۔ ہر ایک کو اپنے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ والدین بن جانے کی صورت میں تو مسئولیت خداوندی میں اضافہ ہوگا۔ انصاف کے بہت سخت کٹہرے میں والدین اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے بارے میں پریشان حال کھڑے اپنی باری کا انتظار کر رہے ہوں گے۔

ماؤں کی خدمت سے تو غاروں کے پتھر بھی ہٹ جاتے ہیں۔ ایک حدیث ہے کہ تم پر تمہاری ماؤں کی نافرمانی کرنا حرام کر دیا گیا۔ اولاد کا فرض ہے کہ بڑھاپے میں اپنے والدین کو سنبھالے، اُن کی تمام ضروریات کا خیال رکھے۔ اسلام نے بیوی کی اطاعت کا حکم نہیں دیا، بلکہ والدین کا حکم ماننا فرض قرار دیا ہے۔ اولاد کی جائز خواہشات سے زیادہ اہم اپنے والدین کی جائز خواہشات اور جائز ضروریات کا خیال رکھنا ہے۔ غار کے پتھر ایسے ہی نہیں ہٹا کرتے۔ زندگی کی مشکلات آسان اور حالات کی سختی کم ہونے میں والدین کی دعاؤں اور خدمت کا بہت زیادہ حصہ ہے۔ دعائیں ہمیشہ وہ کارگر ہوتی ہیں جن کے پیچھے اولاد کی اطاعت و وفا شعاری اور حکم برداری شامل ہو اور خدمت بھی وہی بار آور ہوتی ہے جس میں اللہ کی رضا حاصل کرنا مقصود ہو۔

اولاد زیادہ تر وہی کچھ کرتی ہے جو والدین کو کرتا دیکھتی ہے۔ والدہ ہر لحاظ سے اپنی اولاد کے لیے اُسوہ ہوتی ہے۔ خصوصاً بچیوں کے لیے اور اولاد کاغذ کے ایک سفید خالی صفحے کی مانند ہوتی ہے یا کاربن پیپر کی طرح کہ والدہ کی سوچ، گفتگو کا انداز اور عمل و کردار بیٹی کے اندر منتقل ہوتا رہتا ہے۔ آج ماں مظلوم کہلاتی ہے حالانکہ 95% فیصد مائیں ایسی ہی ہیں جو خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار کر مظلوم بنتی ہیں۔ 5% مائیں ہی ایسی ہیں جو صبر و تحمل، ایثار و قربانی کے ہتھیار پکڑ کر حالات کا مقابلہ بھی کرتی ہیں اور دنیا کی نظروں میں آ کر مظلوم بھی نہیں بنتیں۔ یقیناً اُن کی اولاد (خصوصاً بیٹیاں) بھی اُن کے نقشِ قدم پر ہوں گی اور قابل ستائش اور قابلِ فخر کہ اپنی ماؤں سے بدتر زمانہ دیکھنے کے باوجود ہمت اور جوانمردی کی مثال بن کر دکھاتی ہیں اور صبر و تحمل سے مشکلات برداشت کر کے صرف اللہ ہی سے اجر و انعام کی طالب ہوتی ہیں۔ وہ دُنیا والوں سے چھپ کر بھی ایسے چمکتی ہیں جیسے رات کے اندھیرے اور سیاہی میں چاند چمکتا ہے کہ چاند کی چمک نظر ہی رات کو آتی ہے اور یہی اُس کی ڈیوٹی ہے کہ اندھیرے میں ستاروں کے ساتھ اپنی چمک کو نمایاں کر کے دکھائے۔ یعنی اپنے اوصاف، اپنے محاسن اندھیرے میں نمایاں کرے۔ اگر چاند صرف سورج کے ساتھ چمکنے کی کوشش کرے (حالانکہ وہ دن کی روشنی میں بھی موجود ہوتا ہے) تو یقیناً اپنی چمک کھو دے گا۔ یہی حال آج کی عورت کا ہے۔ دنیا میں نمایاں ہونے اور ہر طرح سے اپنے آپ کو منوانے کی کوشش میں وہ نہ صرف پوری طرح ناکام ہوئی بلکہ اُلٹا مظلوم کا لیبل اُس پر چسپاں ہے ''کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا'' اور

خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

کے مصداق یہ خواتین نہ گھر کی رہیں کہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرتیں، شوہروں کو خوش رکھتیں، اپنی صلاحیتیں اچھی گھرداری میں لگاتیں، نہ باہر کی رہیں۔ ایک لیڈی پولیس کانسٹیبل کی جتنی سخت ڈیوٹی گھر سے باہر ہے اگر وہ صبر وقناعت سے گھرداری میں یہ ڈیوٹی ادا کرے تو بہت پُرسکون اور کامیاب زندگی گزارے۔ ایک ائیر ہوسٹس نامحرم مردوں کے سامنے جیسی دلربائی اور خوش اخلاقی سے پیش آتی ہے اگر وہ گھر میں اسی روش پر چلے تو گھر جنت بن جائے۔ ایک لیڈی ٹیچر سارا دن تیس چالیس بچوں کے ساتھ مغز کھپاتی ہے۔ اگر اُس کا

صرف 20% حصہ اپنے بچوں کو دے تو بچوں کے اندر خود اعتمادی، والدین کے لیے محبت و فرمانبرداری کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔ ان چند مثالوں پر باقی چیزیں بھی قیاس کرتے جائیں۔ گھر میں دال روٹی اور چٹنی کیوں نہ کھانی پڑ جائے، اپنے گھر کو جنت بنانا عورت کی اوّلین ذمہ داری ہے اور عورت کی عزت بھی صرف اور صرف اسی میں مضمر ہے۔ کیونکہ ذات باری تعالیٰ نے ہی عورت کی یہ ڈیوٹی لگائی ہے۔ عورت اگر اللہ کے اِس حکم کی پروانہیں کرتی تو یہ کیسے اُمید رکھتی ہے کہ اولاد اُس کے حکم پر چلے گی، یا معاشرہ اُس کو کوئی اچھا مقام عطا کرے گا۔ ''ایں خیال است و محال است و جنوں۔''

بہرحال اصل موضوع کی طرف آتی ہوں۔ جب ماں بیٹی کو اللہ کے عطا کردہ حقوق و فرائض سے تجاوز کرتی نظر آئے گی تو لامحالہ وہ بھی اپنی والدہ سے کئی ہاتھ بڑھنے کے چکر میں ہوگی۔ ماں تو شاید چادر بھی اوڑھتی ہو اور شرم وحیا کے زیور سے بھی کچھ نہ کچھ آراستہ و پیراستہ ہو لیکن بیٹی کو یہ محسوس ہوگا کہ چادر میں دلربائی ہے نہ شرم و حیا میں خوبصورتی۔ لہٰذا وہ ایسے کپڑے پہن کر اکڑ کر اور فخر سے اپنا سرتاپا دکھائے گی۔ شرم کا جنازہ تو اُسی وقت نکل جاتا ہے جب مائیں اپنے بچوں کے لیے ایسے سکول تلاش کر کے اُن میں داخل کرتی ہیں جن پر امریکن ٹھپہ ہو، انگلش کو بطور زبان پڑھایا جاتا ہو۔ ڈانس اور میوزک شو وہاں تعلیم کا حصہ ہوں، مخلوط تعلیم ہو، بلکہ یہاں تک بھی کہا جاتا ہے کہ ہم نے تو اپنے بچوں کو ڈھونڈ کر ایسے سکول میں داخل کیا ہے جہاں لڑکے لڑکیاں اکٹھے پڑھتے ہوں، کیونکہ یہاں تعلیم کا معیار بھی اچھا ہوتا ہے اور سب بچے بہن بھائیوں کی طرح پڑھتے ہیں۔ لباس بھی ان سکولوں میں مغربی طرز کا ہوتا ہے۔ درحقیقت ان سکولوں میں میٹھا زہر اس خاموشی سے دیا جاتا ہے کہ پتہ ہی نہیں لگتا (نہ والدین کو نہ اولاد کو) کہ ہم کیسی خاموشی سے تعلیم کی آڑ میں اختلاط مرد وزن اور جنس مخالف کو ایک دوسرے کے قریب کر رہے ہیں اور اس سازش سے خاندانی نظام کس طرح تباہ اور درہم برہم ہو رہا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے اکثر تعلیمی ادارے روحانی قتل گاہیں اور اخلاقی اقدار کا قبرستان ہیں۔ زہر کا خاموش انجکشن جو سکولوں سے لگایا جانا شروع ہوتا ہے، پڑھائی کی آڑ میں کالج اور یونیورسٹی میں بوائے فرینڈز اور گرلز فرینڈز سے ہوتا ہوا فحاشی تک پہنچ جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں ذات باری تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ: ﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ (الاعراف: 33) ''اے نبیؐ! آپ فرما دیں کہ میرے رب نے فحاشی کو حرام قرار دیا ہے خواہ ظاہری ہو یا پوشیدہ۔'' ہم سمجھتے ہیں کہ شاید سؤر، سود اور شراب ہی حرام ہے، جبکہ یہاں تو واضح طور پر فحاشی کو حرام کام کہا گیا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ عورت خود شرم و حیا سے آزاد ہو کر مردوں کے سامنے اپنے آپ کو پیش کر کے چاہتی ہے کہ مرد شرم وحیا کا لبادہ اوڑھ لے۔

آخر میں آج کی مسلمان لڑکی سے چند سوالات کرنا چاہتی ہوں:

1۔ یہ بات مشہور ہے کہ عورت مرد سے زیادہ محنتی ہوتی ہے۔ اس کے اندر کام کرنے کا جذبہ اور لگن مرد کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ پھر مسلمان لڑکی ایسا کیوں نہیں کرسکتی کہ اپنی یہ صلاحیتیں گھر میں لگائے۔ گھر میں ٹک کر بیٹھے اور کامیابی کے جوہر وہاں دکھائے؟

2۔ عورت اپنے آپ کو نامحرم مردوں کی نگاہ سے کیوں نہیں چھپا سکتی؟ کیا اُس کو معلوم نہیں کہ جنت کی سردار عورتوں میں سے حضرت فاطمہؓ بنت رسولؐ بھی ہیں جنہوں نے فرمایا تھا کہ بہترین عورت وہ ہے جسے نہ کوئی نامحرم دیکھے اور نہ وہ کسی نامحرم کو دیکھے، اور وہ اپنی خوبصورتی اور سنگھار صرف اپنے شوہروں کے سامنے ظاہر کرے۔

3۔ عورت پردے میں تعلیم کیوں نہیں حاصل کرسکتی۔ کیا آج کی تعلیم میں اور کامیابی میں پردہ رکاوٹ ہے۔

4۔ عورت بازاروں اور سڑکوں پر بن ٹھن کر کیوں نکلتی ہے؟ وہ صرف ضرورت کے تحت اور حجاب میں کیوں نہیں باہر نکلتی، تاکہ مردوں کی نظروں کا نشانہ نہ بنے، اور مظلوم نہ کہلائی جائے، راستے میں نہ ستائی جائے۔

میں اِن نوجوان لڑکیوں اور ماؤں سے پوچھتی ہوں کہ اِس ذلت و رسوائی کا ذمہ دار کون ہے؟ اور مغربی دنیا میں مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کا ذمہ دار کون ہے؟

عورت کا دائرہ کار اسلام نے گھر اور گھرداری رکھا ہے۔ اُسے چاہیے کہ اپنی زیب و زینت وہیں تک محدود رکھے اور اپنے ستر کی حفاظت کرے۔ اُس کا پورا جسم ڈھکا ہوا ہو، سوائے ہاتھ، پاؤں اور چہرے کے (اور یہ صرف محرم مردوں کے لیے ہے)۔ اگر عورت گھر میں رہتے ہوئے مشکلات کا صبر سے مقابلہ کرے، اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے، اپنی شرم و حیا کی مکمل حفاظت کرے تو اسی میں اس کی حقیقی عزت ہے۔

(جاری ہے)


## رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

''مسجد نمرہ ملک پارک دفتر سوئی گیس لنک روڈ گوجرانوالہ'' میں

## مبتدی تربیتی کورس

24 تا 30/جون 2012ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-7478326/0553891695

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت: (042)36316638-36366638
0333-4311226

# تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

## حلقہ پنجاب شمالی کا سہ ماہی ایک روزہ تنظیمی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کے زیراہتمام سہ ماہی ایک روزہ تنظیمی اجتماع 20 مئی بروز اتوار صبح ساڑھے آٹھ بجے جامع مسجد الفرقان آئی ایٹ مرکز اسلام آباد میں ہوا۔ اجتماع کا آغاز ڈاکٹر یوسف رضا نے تلاوتِ قرآن سے کیا۔ انہوں نے سورۃ الشوریٰ کی آیات 13 تا 15 کی تلاوت اور ترجمہ کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد ناظم اجتماع ڈاکٹر امتیاز احمد نے نائب ناظم اعلیٰ زون شمالی پاکستان خالد محمود عباسی کو خطاب کی دعوت دی۔ جناب خالد محمود عباسی نے سورۃ الحدید اور سورۃ الصف کی آیات کی روشنی میں اقامت دین کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انقلابی مراحل میں تربیت کے حوالے سے تحریک کے کارکنوں کے ذہنوں میں انقلابی نظریہ ایک لحہ کے لیے بھی اوجھل نہ ہونے پائے، کیونکہ ماحول اور زمانے کا چلن اس انقلابی نظریہ کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لیے اگر یہ ذہنوں سے اوجھل ہو جائے تو معاشرے کا رجحان اُن پر غالب آ جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں عمل بھی معاشرے کے رخ پر استوار ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اقامت دین کی جدوجہد کے لیے جو راستہ ہم نے اختیار کیا ہے وہ اگرچہ بڑا مشکل اور طویل ہے، لیکن نفاذ اسلام کے مشن کے لیے یہی طریق موثر ثابت ہو سکتا ہے۔ جناب خالد محمود عباسی نے کہا کہ اقامت دین کی جدوجہد میں معاشرے کی مخالفتیں سہنی ہوں گی۔ اس کام میں تائید نہ تو سیکولر طبقات کی طرف سے ملے گی اور نہ جامد مذہبی طبقات کی طرف سے۔ مخالفتوں کے طوفان میں آپ تب ہی کھڑے رہ سکتے ہیں جب انقلابی نظریہ ذہن میں مستحضر رہے۔ پھر یہ کہ اس نظریہ کے علمبرداروں کو ہر قسم کے کمپرومائز سے بچنا ہوگا۔

اس کے بعد امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید اور ناظم اعلیٰ محترم اظہر بختیار خلجی اجتماع میں تشریف لائے۔ ان کی آمد کے بعد ناظم تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی نے حلقہ کے حدود اربعہ کی وضاحت کی اور حلقہ کے رفقاء، تناظیم، اسرہ جات اور خواتین رفیقات کی تعداد کے حوالے سے اعداد و شمار پیش کئے۔ بعدازاں مقامی امراء و ذمہ داران کا تعارف کروایا گیا۔ پھر تمام امراء نے اپنی اپنی تناظیم اور رفقاء کا تعارف کروانے کے ساتھ ساتھ دوران سال نئے شامل ہونے والے رفقاء کا بھی تعارف کروایا۔ اس کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔ بعدازاں امیر محترم نے رفقاء کے سوالات کے تفصیلی جوابات دیئے۔ آخر میں امیر محتریم نے فرمایا کہ ہمیں دعوت کے تقاضوں کا شعور ہونا چاہیے۔ ہمیں دعوتی کام کو آگے بڑھانا ہوگا۔ اس مقصد کے لیے ہم میں سے ہر شخص کو داعی بننا ہوگا۔ دعوت کا بہترین ذریعہ ذاتی رابطہ ہے۔ ہمیں ہر ممکن طریقے سے دعوت دینی اور زیر دعوت احباب تک بار بار بات پہنچانی ہوگی۔ اس ضمن میں یہ ضروری ہے کہ ہر رفیق خود کو کردار و عمل کا نمونہ بنائے۔

نماز ظہر اور کھانے کے وقفے کے بعد امیر محترم اور ناظم اعلیٰ نے حلقہ کے ذمہ داران اور امراء سے علیحدہ ملاقات کی، جس میں تمام ذمہ داران اور امراء حلقہ نے اپنا تفصیلی تعارف کرانے کے ساتھ ساتھ تنظیمی و دعوتی امور میں حائل مشکلات کے حوالے سے امیر محترم سے راہنمائی طلب کی۔ علاوہ ازیں حالاتِ حاضرہ، تنظیم کی رفتار کار اور پاکستان کے موجودہ مسائل کے حوالے سے امیر محترم اور ناظم اعلیٰ نے امراء کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیے۔ یہ نشست نماز عصر سے قبل اختتام پذیر ہوئی۔

(مرتب: عبدالرؤف)

## حلقہ کراچی شمالی کے زیراہتمام دعوتی/تعارفی کیمپ

حلقہ کراچی شمالی کے زیراہتمام توسیع دعوت کے لئے دعوتی کیمپ گلشن اقبال میں لگایا گیا۔ دعوتی کیمپ کے لئے میزبان تنظیم گلزار ہجری نے 10 دن پہلے ہی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ حلقہ کی مشاورت سے یہ طے ہوا کہ دعوتی کیمپ کا مقام نیا بننے والا قرآن مرکز متین آرکیڈ مناسب رہے گا کہ اہل محلہ کی قرآن مرکز سے آگاہی بھی ہو جائے گی اور ایک طرح سے قرآن مرکز کی افتتاحی تقریب بھی ہو جائے گی۔ گلزار ہجری کے امیر نے ذمہ داران اور چند سینئر رفقاء کی میٹنگ بلائی، جس میں مختلف کاموں کی ترتیب بنائی گئی اور ذمہ داریاں تفویض کی گئیں۔ پروگرام کی تشہیر کے لئے 12 عدد بینر، 20 پول ہینگر لگائے گئے۔ 5000 ہینڈ بلز پرنٹ کروائے گئے۔ یہ ہینڈ بلز کیمپ کے قرب و جوار کی کم و بیش 6 مساجد میں نماز جمعہ کے بعد تقسیم کیئے گئے، جس میں رفقاء نے بھرپور حصہ لیا۔ اس کے علاوہ کیمپ کے قرب و جواہر کے فلیٹس میں بھی ہینڈ بلز تقسیم کیئے گئے، احباب اور رفقاء کی قرآن مرکز تک رہنمائی کے لئے 5 عدد Indication Board لگائے گئے۔

مقررہ روز صبح دس بجے مقامی رفقاء کو بلا لیا گیا۔ نوید مزمل نے دعوت دین کی فرضیت، فضائل اور آداب کے حوالے سے گفتگو سے کی۔ جناب عامر خان نے دعوتی گشت اور مساجد کے باہر کارنر میٹنگ کیلئے 12 گروپ تشکیل دیئے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز بعد نماز مغرب حافظ اسامہ علی نے تلاوتِ قرآن پاک سے کیا۔ جناب شجاع الدین شیخ نے ''کلمہ طیبہ کا مفہوم اور اس کے تقاضے'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ پروگرام میں تقریباً 150 رفقاء اور 100 احباب نے شرکت کی۔ بعد نمازِ عشاء امیر حلقہ اظہر ریاض نے گلزار ہجری تنظیم کے رفقاء کی کاوشوں اور محنتوں کو سراہا، اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول و منظور فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: عبدالقیوم)

## حلقہ مالاکنڈ کے تحت دعوتی سرگرمیاں

حلقہ مالاکنڈ جو پانچ اضلاع اور دو ایجنسیوں پر مشتمل ہے کے مختلف اطراف میں رفقاء دعوت کے سلسلے میں مصروف رہتے ہیں۔ دعوتی سرگرمیوں میں قرآنی دروس، فہم دین پروگرام، لٹریچر و جرائد کی تقسیم، اجتماعی سطح پر منکرات کے خلاف لوگوں میں شعور کی بیداری کے لیے ہینڈ بل کی تقسیم، مظاہروں کا انعقاد اور انفرادی گفتگو شامل ہے۔ دوسرے رفقاء کی طرح امیر حلقہ اور اُن کے معاونین بھی موقع کی مناسبت سے دعوتی کام کو آگے بڑھاتے ہیں۔ ماہ مئی میں عام شیڈول کے پروگراموں کے علاوہ امیر حلقہ اور حلقہ کے ناظم دعوت نے جو دعوتی پروگرامات کیے وہ درج ذیل ہیں:

1- امیر حلقہ نے تین مقامات دیر، بی بیوڑ اور واڑی میں اسلام اور سیکولرازم کے موضوع پر تفصیلی گفتگو کی۔ انہوں نے شرکاء پر جو زیادہ تر تعلیم یافتہ تھے واضح کیا کہ موجودہ دور کا گمراہ کن اور خوشنما نعرہ سیکولرازم ہے۔ یہ نظریہ صرف نفس کی بے لگام خواہشات کی تکمیل کرنے والوں کے لیے کشش کا باعث ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا کوئی نظریہ یا نظام حیات نہیں ہے۔ سچے مسلمانوں کے لئے اس گمراہ کن نظریہ میں کوئی دلچسپی نہیں۔ اس لیے کہ اُن کی نگاہ میں تمام انسانیت کی فلاح اسلام کے عدل و قسط والے نظام میں مضمر ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اسلام کے نظام عدل کے پرچار اور نشر و اشاعت کے لیے اپنا تن من دھن لگانے کی ضرورت ہے۔ سیکولرازم کے برعکس اسلام رب کائنات کا دیا ہوا دین اور نظام حیات ہے۔ تینوں مقامات کے شرکاء کی اوسط حاضری 120 افراد رہی۔ بعد میں شرکاء میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

دوسرا پروگرام تنظیم میں شامل ہونے والے نئے رفقاء کے ساتھ تعارفی نشست پر مشتمل تھا، جو بی بیوڑ کے مقام پر ہوئی۔ اس میں 15 رفقاء اور 15 احباب نے شرکت کی۔ یہاں درج ذیل عنوانات پر تین گھنٹہ تک مفصل گفتگوئیں ہوئیں:

1- تعارف تنظیم اسلامی، بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد (مرحوم) امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید

2- فرائض دینی کا جامع تصور۔ 3- جماعت اور بیعت کی ضرورت و اہمیت

4- تنظیم کا اسلامی ڈھانچہ۔ 5- ایک رفیق کی ذمہ داریاں/اوصاف

حلقہ کے ناظم دعوت حلقہ نے دو مقامات پر فہم دین پروگرام کیے، جس میں تقریباً 40 افراد نے شرکت کی۔ انہوں نے دین کا جامع فکر بیان کرنے کے ساتھ ساتھ نبویؐ طریق پر اسلام کے نفاذ کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں بورڈ کی مدد سے انقلاب کے نبویؐ طریقہ کو واضح کیا اور اپیل کی کہ عملاً اس طریقہ کو اپنانا چاہیے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری تمام صلاحیتیں جان و مال اپنی رضا کے حصول اور اقامت دین کی کوششوں میں لگا دے۔ (آمین) (مرتب: احسان الودود)

### تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کا سہ ماہی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کا سہ ماہی اجتماع قرآن آڈیٹوریم لاہور میں امیر حلقہ لاہور جناب محمد جہانگیر کی زیر صدارت ہوا۔ اجتماع کا باقاعدہ آغاز جناب تجمل میر نے سورۃ آلِ عمران کی آیات 102 تا 107 سے کیا۔ اس کے بعد پروجیکٹر پر بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی ریکارڈ شدہ تقریر دکھائی گئی، جس کا موضوع ''طالبان قرآنِ اور خادمانِ دین کے لئے نماز کی اہمیت'' تھا۔ بانی محترم نے جس توازن اور گہرائی کے ساتھ اس موضوع کا حق ادا کیا ہے وہ واقعتاً قابل تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی معفرت اور اُن کے درجات فرمائے آمین۔ اس کے بعد ناظم نشر و اشاعت محترم ایوب بیگ مرزا حلقہ لاہور کا خطاب ہوا جو رفقاء کو پند و نصائح کے حوالے سے تھا۔ بعدازاں حلقہ کے ناظم تربیت حافظ محسن محمود نے نہی عن المنکر پر گفتگو کر کے رفقاء کو ایک ولولہ تازہ دیا۔ اُن کا خطاب قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے مزین تھا۔ وقت کی قلت کے باعث اُن کی تقریر بھی نامکمل رہی۔ اور امیر حلقہ کا خطاب بھی نہ ہو سکا۔ نماز ظہر پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

(مرتب: نوید احمد)

☆☆☆

## نامور ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر سلطان بشیر محمود کے ساتھ قرآن اکیڈمی لاہور میں ایک نشست

گزشتہ ہفتے نامور ایٹمی سائنسدان جناب سلطان بشیر محمود نے قرآن اکیڈمی کا دورہ کیا اور قرآن اکیڈمی کے ملازمین سے خطاب کیا۔ یہ پروگرام قرآن اکیڈمی کے خواتین ہال میں صدر انجمن خدام القرآن ڈاکٹر ابصار احمد کے زیر صدارت ہوا۔ اس پروگرام میں ڈاکٹر سلطان بشیر محمود کے علاوہ آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر اعجاز اکبر خواجہ، ادارہ دارالفرقان کے سربراہ حافظ محمد رفیق اور انجمن کے ملازمین شریک تھے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا، جس کی سعادت حافظ محمد رفیق نے حاصل کی۔ صدر انجمن خدام القرآن ڈاکٹر ابصار احمد نے ڈاکٹر سلطان بشیر محمود کو خوش آمدید کہا اور شرکاء سے اُن کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب ممتاز ایٹمی سائنسدان ہیں۔ ان کا نام پہلے سلطان بشیر الدین محمود تھا، لیکن بوجوہ انہوں نے اپنے نام کے ساتھ ''الدین'' ہٹا کر بشیر محمود کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب اپنی نئی کتاب ''اسلام کا ہمہ گیر نظام صحت اور فطری طریقۂ علاج'' کی تقریب رونمائی کے سلسلے میں لاہور تشریف لائے ہیں۔ یہ پروگرام الحمرا ہال میں منعقد ہو چکا ہے۔ بعدازاں انہوں نے المودودی انسٹیٹیوٹ منصورہ کا دورہ کیا اور دو نشستوں میں خطاب کیا اور آج ہمارے ہاں تشریف لائے ہیں۔

اس کے بعد سلطان بشیر محمود نے ''قرآن اور سائنس'' کے موضوع پر پُرمغز اور جامع خطاب کیا۔ سب سے پہلے انہوں نے قرآن اکیڈمی میں مدعو کرنے اور اکیڈمی کے کارکنان سے گفتگو کی دعوت دینے پر ڈاکٹر ابصار احمد کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ لوگ قرآن کی خدمت کر رہے ہیں۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم نے اپنی ساری زندگی اسی مشن پر کام کرتے ہوئے بسر کی۔ میں اپنی پہلی کتاب لے کر جب ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تھا تو انہوں نے میری بھرپور حوصلہ افزائی کی تھی۔ اسی چیز نے میرے اندر خدمت قرآنی کی تڑپ پیدا کی۔ انہوں نے کہا کہ آج مغرب نے سائنس کی بدولت ترقی کی ہے۔ اہلِ مغرب سائنس کو بہت زیادہ اہمیت دے رہے ہیں اور اسی کے ذریعے وہ دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتے ہیں جبکہ ہمارے پاس اصل ہتھیار قرآن مجید ہے، جس کے ذریعے ہم ان کی سائنس پر غلبہ پا سکتے ہیں، کیونکہ قرآن حکیم سائنسی ایجادات کی نشاندہی آج سے چودہ سو سال پہلے کر چکا ہے۔ انہوں نے مختلف مثالوں کے ذریعے ثابت کیا کہ اہل مغرب سائنس کے ذریعے جو نئے حقائق دریافت کر رہے ہیں، وہ قرآنی حقائق ہیں۔ ہم قرآن حکیم کے ذریعے مغرب پر یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ جو باتیں آپ دریافت کر رہے ہیں وہ قرآن نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی ہمیں بتا دی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ عیسائی اپنا مذہبی لٹریچر فری تقسیم کرتے ہیں۔ ہمیں بھی اپنا مذہبی لٹریچر مغرب میں فری تقسیم کرنا چاہیے، تاکہ اسلامی تعلیمات کو مغرب میں اُجاگر کیا جا سکے۔ آج کل توہین رسالت اور قرآن کی بے حرمتی کے جو گھناؤنے واقعات ہو رہے ہیں، ان کے مؤثر جواب کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ حضورﷺ کی سیرت کی کتب اور عظمت قرآن پر لکھی گئی کتابیں وہاں مفت تقسیم کی جائیں، تاکہ اسلام کے خلاف پراپیگنڈا کا راستہ روکا جا سکے۔ انہوں نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ آج ہم مسلمان قرآن سے غافل ہیں۔ ہمارا حال یہ ہے کہ قرآن کا سمجھنا تو درکنار اُس کی تلاوت بھی بہت کم کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک یونیورسٹی میں لیکچر دے رہا تھا۔ کلاس میں تقریباً 30 طلبہ تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ میں سے کتنے طلبہ قرآن کی روزانہ تلاوت کرتے ہیں۔ اس پر صرف تین طلبہ نے ہاتھ کھڑے کیے۔ پھر میں نے پوچھا کہ کتنے لوگ مہینے میں تلاوت کرتے ہیں تو 5 طلبہ نے ہاتھ کھڑے کیے، اور پھر جب یہ پوچھا کہ سال میں کتنے لوگ تلاوت کرتے ہیں تو 7 طلبہ نے ہاتھ کھڑے کیے۔ یعنی 30 طلبہ میں سے صرف 7 طلبہ ایسے تھے جو سال میں ایک بار تلاوت کرتے تھے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ہم قرآن مجید کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کریں، اس کی تلاوت کریں، اسے سمجھیں اور اس کی تعلیمات کو عام کریں۔

ڈاکٹر اعجاز اکبر خواجہ نے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ میں اور ڈاکٹر اسرارؒ احمد کالج میں اکٹھے پڑھتے تھے۔ انہوں نے ڈاکٹر صاحبؒ کی دینی خدمات کی تعریف کی۔ انہوں نے اس بات پر دکھ کا اظہار کیا کہ آج ملک میں بے شمار دینی جماعتیں کام کر رہی ہیں، مگر وہ آپس میں متحد نہیں ہیں۔ انہیں متحد ہو کر کام کرنا چاہیے۔ ڈاکٹر اعجاز کی بات کا جواب دیتے ہوئے شعبہ تحقیق اسلامی (IRTS) کے انچارج جناب حافظ عاطف وحید نے کہا کہ اگرچہ اس وقت جو جماعتیں دین کا کام کر رہی ہیں ان کا طریقہ کار مختلف ہے، لیکن مقصد سب کا ایک ہے۔ یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ دینی جماعتیں اکٹھی نہیں ہیں تو اسلام کی خدمت صحیح نہیں ہو رہی، بلکہ ہر جماعت اپنی بساط اور منہج کے مطابق دین کی خدمت کر رہی ہے اور اس کا مقصد وہی ہے جو دوسری دینی جماعتوں کا ہے۔ فرق صرف طریقۂ کار کا ہے۔ دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ: مرتضیٰ احمد اعوان)

When A Bird Is Alive, It Eats Ants
When The Bird Is Dead, Ants Eat The Bird!
Time & Circumstances Can Change At Any Time
Don't Devalue or Hurt Anyone in Life
You May Be Powerful Today
But Remember, Time Is More Powerful Than You!
One Tree Makes A Million Match Sticks
But When the Time Comes,
Only One Match Stick Is Needed To Burn Million Trees

MORAL: One Day, You Will Die and Will Be Eaten By Ants. The Only Thing You Take Is Your Islamic Belief And Deeds. So Be A Good Muslim And Do Good. Thank Allah For Everything, And Don't Disrespect Others.

You Are Lucky That You Have Been Blessed!

In France, after picking groceries in the supermarket, a Niqaabi sister stood in the line to pay. After a few minutes, her turn came up at the checkout counter. The checkout girl was a non-Hijabi Arab Muslim girl. She began to scan the items of the Niqaabi sister. After a while, she looked at her in arrogance and said, "We have many problems in this country and your Niqaab is one of them. We immigrants are here for trade, not to show our Deen or history. If you want to practice your Deen and wear Niqaab, go back to your Arab country and do whatever you want."

The Niqaabi sister stopped putting her grocery in the bag and lifted up her Niqaab. The checkout Arab girl was in total shock. The Niqaabi girl who was blonde with blur eyes, told her, "I am a French girl, not an Arab immigrant. This is my country and **THIS IS MY ISLAM.** You born Muslims sold your Deen and we bought it from you!"

ALLAH-O-AKBAR! Allah says:

> "If you turn away, Allah will replace you by another people, and they will not be like you." [*Surah Muhammad*; 47:38]

(*Contributed by: Shahid Hafeez Chaudhary*)